دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت اور اس کے مقاصد

اور اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ

افادات

مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ

انتخاب وترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

ادارہ افاداتِ اشرفیہ دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب	:	دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت اوراس کے مقاصد
	:	اوراس کام کے ذریعہ پورادین زندہ کرنے کا طریقہ
افادات	:	حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ
انتخاب وترتیب وتشریح	:	محمد زید مظاہری ندوی (استاد حدیث دارالعلوم ندوہ، لکھنؤ)
صفحات	:	۱۲۸
اشاعت اول	:	۱۱۰۰ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ
ناشر	:	ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ
ویب سائٹ	:	www.alislahonline.com

☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ افاداتِ اشرفیہ، دوبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ

(۲) ندوی بک ڈپو، ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۳) دیوبند وسہارنپور کے کتب خانے

2

فہرست

تقریظ حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند)	۹
ارشاد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ	۱۱
تقریظ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)	۲۱
تقریظ حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی مدظلہ (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)	۱۴
تقریظ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم	۱۷
مقدمہ مولانا نیاز احمد صاحب ندوی (استاد حدیث وصدر مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)	۱۸
عرض مرتب	۲۰
باب ۱	
مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ابتداء میں تبلیغی کام کیسے کیا؟	۲۴
لبِ سڑک کیمپ لگا کر مسافروں اور عرس ومیلوں میں جانے والوں کو تبلیغ	۲۴
نٹوں اور پست قوموں میں تبلیغی جدوجہد	۲۵
جماعتوں کی آمد ورفت سے متعلق سرگرمیاں	۲۶
سخت بیماری وکمزوری کی حالت میں بھی سفر	۲۷
دعوت وتبلیغ کی فکر اور دھن	۲۸
دشمن نواز دوست کش تحریک	۲۹
اس کام کو صرف پسند کرنا اور اچھا کہنا کافی نہیں	۲۹
حسبِ گنجائش عملی طور پر کام میں لگنے کی ضرورت	۲۹
اس امت کا امتیاز دعوتی وتبلیغی کام کے تسلسل سے ہے	۳۰
یہ کام قرنِ اول کا ہیرہ اور آدمی کی روحانی غذا ہے	۳۲

"یہ طریقۂ تبلیغ کشتیٔ نوح ہے" کا مطلب ۳۲
تحریکِ ایمان کی حقانیت اور مسلمہ ضرورت ۳۵
تم دین کے دوسرے کام نہیں کرسکتے تو اس تبلیغ میں لگ جاؤ ۳۶
تبلیغ کس حالت میں کن لوگوں پر فرض ہے ۳۷
اس کام کے صدیوں تک جاری رہنے کی تمنا اور دعاء ۳۸
تبلیغی کام فتنوں کا علاج ہے ۴۰
بعض حالات میں آپسی اختلاف کا ایک حل یہ بھی ہے کہ سب لوگ تبلیغ میں لگ جائیں ۴۰
فتنوں وظلمتوں اور باطل طاقتوں کا یقینی علاج دعوت وتبلیغ کی محنت بھی ہے ۴۱
ایک اہم مکتوب ۴۱

فصل

موجودہ زمانہ میں تبلیغی کام کی شدید ضرورت ۴۲
ہمت کو بلند رکھو ۴۲
اصلی خیریت تو یہ ہے کہ ہم صحابہ کے نقش قدم پر دینی کام میں لگے ہوئے ہوں ۴۴
تبلیغی کام انسان کی روحانی غذا ہے ۴۴
تبلیغی کام قربِ خداوندی اور حصولِ نسبت کا ذریعہ ہے ۴۴
تبلیغی کام بڑے درجہ کی ریاضت ہے ۴۵
جو اس کام میں لگے گا اللہ تعالیٰ اس کی نصرت کرے گا ۴۵
اللہ کی مدد کیسے حاصل ہو؟ ۴۶
ہمت بلند رکھیئے خدا کی قدرت پر نظر رکھیئے کامیابی ہوگی ۴۶
مسلمانوں کو گھر گھر جا کر تبلیغِ اسلام کرنے کی ضرورت ۴۷

3

تبلیغ کے خاطر گھروں سے باہر نکلنے کی اہمیت اور اس کا خاص فائدہ ۴۷
دعوت نماز اور قرآن تک پہنچنے کا ذریعہ ہے ۴۸
جن کے اندر تبلیغ کی اہلیت نہیں وہ تبلیغ کس طرح کریں ۴۸
اپنے باغ کا پھل کھاؤ ۴۹

باب ۲

تبلیغی جماعت کے مقاصد ۵۰
ہماری تحریک کا مقصد امت میں ایمان کی روشنی پہنچانا ۵۰
ہماری تحریک کا اصل مقصد لوگوں میں دین کی طلب وقدر پیدا کرنا ہے ۵۰
تجدید ایمان اور تکمیل ایمان کی تحریک ۵۱
ہماری اس تحریک کا مقصد لوگوں میں دینی جذبہ کو غالب کرنا ہے ۵۱
ہماری تحریک کی بنیاد جذبات اور دل کے رخ کو بدلنا ہے ۵۱
اس تحریک کا مقصد بندوں کو غیر یقینی اسباب سے اللہ کی یقینی وعدوں کی طرف لانا ہے ۵۲
اس کام میں نکلنے اور لگنے کا مقصد ۵۳
اس تحریک کا مقصد اور اس کام کی بنیاد ۵۵
اسلام کو جنم دینے والی تحریک ۵۵
اس تحریک کا اہم اصول اور اس کی خاصیت ۵۵
اس کام کا اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ہر جگہ کے علماء اور اہلِ دین و دنیا میں جوڑ والفت پیدا ہو ۵۷
علماء کی اہمیت اور قدر و منزلت کے ساتھ دینی تعلیم کو عام کرنا ہماری تحریک کا مقصد ہے ۵۸
ہماری تحریک کا مقصد غافلوں اور بے طلبوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے ۵۹
تبلیغی کام کی ترقی کی علامت مدارس اور خانقاہوں کی کثرت ہے ۵۹
اِس تبلیغ کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پوری شریعت کا زندہ کرنا ہے ۶۰

اس کام کی برکت سے سیکڑوں سنتیں زندہ ہوں گی	٦١
اس راہ میں نکلنے والوں کے لئے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں	٦١
دعوت الی اللہ کا موضوع	٦٣
اس دعوت وتبلیغ کی بڑی غرض	٦٣
ترغیب میں دنیوی برکات کا بھی بیان ہونا چاہیے	٦٥
حکومت وسیاسی اقتدار مسلمانوں کا مقصود اصلی نہیں	٦٦
دین کے ساتھ اگر ہم کو حکومت مل جائے تو ہم کو اس سے ہٹنا نہیں چاہیے	٦٦
تبلیغ میں بیماری، پریشانی اور تکلیف کا لاحق ہونا بھی قابلِ مبارکباد اور باعثِ ترقی ہے	٦٧
جتنا مجاہدہ کرو گے اسی بقدر اللہ نوازے گا	٦٧
اس راہ کی مصیبتیں کفارۂ سیئات ورفع درجات کا ذریعہ ہیں	٦٨
اللہ تعالیٰ سے مصیبت نہیں عافیت ہی مانگنا چاہیے	٦٨
اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق تھوڑی محنت وقربانی بھی ان شاءاللہ رنگ لائے گی	٦٨
سارا کام اللہ ہی کرتا ہے اللہ کی مشیت کے بغیر انبیاء بھی کچھ نہیں کر سکتے	٦٩
اپنی کمزوری مت دیکھو، کام کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو	٦٩
وجاہت ومقبولیت اللہ کی نعمت ہے اس کو دینی کام میں استعمال کیجئے	٧٠
ایمان کی ترقی کے دو بازو	٧٠
یہ تواضع کہ: ''ہم کسی قابل نہیں'' تو اب قابل ہو گئے	٧٠
اللہ کی مدد آنے کی شرط	٧١
اس کام میں اللہ کی نصرت کی شرط	٧١
دعوت وتبلیغ کا الہامی طریقہ اور آیت تبلیغ کی الہامی تفسیر	٧١
ہمارے اس کام میں ہر طبقہ کے لوگ ہونا چاہیے علماء بھی اور اہلِ ذکر (صوفیاء) بھی	٧٣

4

اس دعاء اور بددعاء دونوں میں غور کیجئے! دین کی نصرت کا مصداق ۷۳
کم درجہ کے اور نئے جاہل لوگوں کو دیکھ کر اس کام کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے ۷۵
بعض موقعوں میں نوافل کے مقابلے میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت زیادہ ہے ۷۵
مستورات اور خواتین امت کو نصیحت، بیٹی کو نصیحت ۷۷

باب ۳

جہاد کی تشریح اور اس کے مختلف اقسام ۷۸
تبلیغی کام بھی جہاد کی ایک قسم ہے اگرچہ قتال سے کمتر ہے ۷۸
تبلیغی کام جہاد فی سبیل اللہ ہے ۸۱
جہاد کے متعلق علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کا کلام ۸۲
جہاد کے اقسام ۸۳
﴿۱﴾ جہاد کی پہلی قسم جہاد بالنفس اور اس کی چار قسمیں ۸۳
﴿۲﴾ جہاد کی دوسری قسم شیطان سے جہاد کرنا ۸۴
﴿۳﴾ جہاد کی تیسری قسم کافروں سے جہاد کرنا ۸۵
﴿۴﴾ جہاد کی چوتھی قسم فاسقوں وفاجروں اور اہل بدعت سے جہاد کرنا ۸۶
مروجہ دعوت وتبلیغ کا طریقۂ نبوت کے زیادہ مشابہ ہیں ۸۸
تحریر وتصنیف اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تبلیغ کرنے کی ضرورت ۸۹
غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ ۹۰
دین زندہ کرنے کی کوشش کرنا بھی جہاد ہے ۹۲
جہاد بھی فرائض اسلام میں سے ہے ۹۳

باب ۴

دعوت وتبلیغ کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ ۹۵

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی فکر	۹۵
زندگی کے تمام شعبوں میں پوری شریعت نافذ کرنا ہمارا اصل مقصد ہے	۹۶
شرعی طور پر تقسیمِ میراث عمل کو بھی زندہ کیجئے	۹۸
اپنے معاملات ومعاشرت کو بھی شریعت کے مطابق کیجئے	۹۹
اپنے نزاعی معاملات ومقدمات شرعی پنچایت اور دار الافتاء ودار القضاء سے حل کرائیے	۱۰۰
لوگوں میں مصالحت اور اتحاد واتفاق کرانے کی بھی کوشش کیجئے	۱۰۱
مدارس ومکاتب اور خانقاہوں کے قیام کی بھی فکر کیجئے	۱۰۱
ان چند کتابوں کے مطالعہ کا بھی اہتمام کیجئے اور ان کی تعلیم ومذاکرہ بھی کیجئے	۱۰۳
''فضائل تجارت'' و''فضائل انفاق وصدقات'' کی تعلیم کا بھی اہتمام کیجئے	۱۰۶
''فضائل تجارت'' کے ساتھ ''صفائی معاملات'' اور ''معارف الحدیث ج ۷'' کی تعلیم کی بھی ضرورت	۱۰۸
دوسرے موضوعات پر کتابیں لکھنے اور تبلیغی نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت	۱۱۰
حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اپنی دعوتی وتبلیغی مہم کو ایک حد پر ٹھہرانا نہیں چاہتے تھے	۱۱۲
مولانا محمد الیاسؒ کا حضرت تھانویؒ سے گہرا ربط اور ان کی تصانیف سے انتہائی حسن ظن واعتماد	۱۱۳
دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں بھی مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا حضرت تھانویؒ سے گہرا ربط	۱۱۶
ایک بڑی مشکل اور اس کا حل	۱۱۷
چند کتابوں کو نصاب تبلیغ میں شامل کرنے کی ضرورت	۱۲۱
''تعلیم الدین'' اور ''حیات المسلمین'' کی خصوصیت	۱۲۱
خلاصہ کلام	۱۲۳
موجودہ اختلافات اور ان کا حل	۱۲۴
اہل علم اور دینداروں کے درمیان اختلاف کے وقت ہم کس کی اتباع کریں؟	۱۲۵
حضرت تھانویؒ کا اہم مضمون	۱۲۵

5

تقریظ وتائید

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہٗ

(مہتمم دارالعلوم دیوبند)

’’دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت اور اس کے مقاصد، اور اس کے کام کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ‘‘ اور ’’دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب‘‘ ’’اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے لئے خصوصی ہدایات وآداب اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے‘‘ ’’علماء کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں‘‘ جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی (استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی تازہ کتابیں ہیں، کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے اور اس ضمن میں کئی اہم علمی بحثیں اور اہم مسائل بھی زیر بحث آگئے ہیں، مثلاً جہاد کی حقیقت اور اس کے اقسام، فی سبیل اللہ کی تشریح اور اس کا مصداق، اور تعلیم وتربیت کے مختلف طریقے وغیرہ اور یہ سارے امور مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے افادات سے منتخب اور ماخوذ ہیں، انشاء اللہ یہ کتاب ان عنوانات کو سمجھنے اور افراط وتفریط سے محفوظ رہنے میں معاون ثابت ہوگی۔

مکرمی جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری جن کو اس کام کا بہت اچھا سلیقہ اور تجربہ بھی ہے اور اس بات کی فکر بھی ہے کہ دعوت کی یہ محنت جس کے بہترین ثمرات پوری دنیا میں دیکھے جارہے ہیں اپنی اصل راہ سے ہٹ کر فائدوں سے محرومی یا دینی نقصان کا سبب نہ بن جائے، انہوں نے جس طرح اس سے قبل اس سلسلہ کے چند رسائل مرتب فرمائے ہیں، یہ رسالہ بھی اسی نوعیت کا ہے، اور اس کام کی اس وقت شدید ضرورت تھی۔

اس رسالہ میں مفتی صاحب نے دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت اور اس کے

اغراض ومقاصد کے متعلق مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ارشادات ومکتوبات سے مضامین جمع کئے ہیں، نیز حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ذہن میں پورے دین کو زندہ کرنے اور اِصلاحِ امت کا جو خاکہ تھا، جس کا مختلف موقعوں پر آپ اظہار فرمایا کرتے تھے، جو آپ کے ملفوظات ومکتوبات میں موجود ہے، مفتی صاحب نے ایسی تمام باتوں کو اِس رسالہ میں جمع کردیا ہے، اس میں وہ تمام باتیں بھی آگئی ہیں جن کے کرنے کی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کو خصوصی ہدایت فرمایا کرتے تھے، جن میں بہت سے کام ایسے ہیں جو اب تک کما حقہ پورے نہیں ہورہے ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ حضرتؒ کی ہدایت کے مطابق اِس نوع کے تمام کاموں کی طرف توجہ کی جائے۔

میں جماعت کے ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اپنے تمام بھائیوں سے خصوصاً کام سے لگے ہوئے اصاغر واکابر سے درخواست کروں گا کہ انتہائی سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے اس سلسلہ کی تمام تحریروں کو بغور پڑھیں، سمجھیں، اوران کی رہنمائی میں کام کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ بہت سے فتنوں سے حفاظت ہوگی ،اور کام نہج پر چلے گا،اس کے نتائج بھی بہتر برآمد ہوں گے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائے اورامت کے لئے نافع بنائے۔

ابوالقاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۸/۴/۲۴ھ

6

ارشادگرامی

محدّث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں احقر نے ان کتابوں کے مسودات پیش کیے حضرتؒ نے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا:

تمہارا یہ کام جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے افادات پر مشتمل ہے بہت اچھا اور مفید ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی چیزیں مرتب کر کے لاؤ کام کرنے والوں کو اس سے بڑی رہنمائی ملے گی، اور ان کی چیزیں سب کے لئے قابل قبول ہوں گی، سب اس کو تسلیم کریں گے اور عمل میں لائیں گے، اور یہ جو تمہارے توضیحی حواشی ہیں، ملفوظات کے ضمن میں جو فوائد اور تشریحات ہیں یہ بھی مناسب ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی وضاحت اور تشریح ہو جائے تا کہ پوری بات سامنے آجائے اور سمجھ میں بھی آجائے، بہت بہتر ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبول فرمائے۔

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم

(ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد وعلى آله وصحبه ومن والاه.

تبلیغی جماعت جو دعوت ودین کی مخلصانہ تلقین کے مقصد سے آج سے ۷۰،۸۰ سال قبل شروع ہوئی تھی، اوراب اس کے ذمہ داروں کی تقریباً چوتھی نسل اس کوانجام دینے میں توجہ صرف کررہی ہے، اسے گذشتہ صدی کے ایک بڑے عالم عالمِ ربانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی دینی غفلت کو دور کرنے کے ایک مفید ذریعے کے طور پر اختیار کیا تھا، انہوں نے مسلمانوں کے حالات پر نظر ڈالنے پر یہ محسوس کیا تھا کہ دینِ اسلام کا بنیادی تعلق عقیدے سے اور ارکان میں نماز سے زیادہ ہے، عقیدہ کلمہ لا إلـه إلا الـلـه سے اور نماز عبادت کے اولین رکن کی حیثیت سے ہے، اور مسلمانوں میں ان دونوں کے سلسلے میں غیر معمولی غفلت پائی جارہی ہے، لہٰذا انہوں نے محسوس کیا کہ اس کی تصحیح اور عملی صورت کی طرف زیادہ توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے، ان کی صحت دوسرے ارکان تک بآسانی پہنچادے گی۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اس کام کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، اوران کے بعد کے حضرات نے اُن کے بعد اس کام کو اپنے پیش رو کے جذبہ وعمل کی پابندی کے ساتھ آگے بڑھایا، بتدریج یہ کام اس ملک میں پھر عالَم کے دیگر علاقوں تک پھیل گیا اور بتدریج عقیدہ

ونماز میں دیگر ضروری امور کو شامل کرنے کے طور پر ’’چھ نمبر‘‘ بطور اصول اختیار کر لیئے گئے، 7
اور یہ کام ان کے مطابق جاری رہا، اور یہ کوشش رہی کہ اس کام کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل نقشِ قدم پر چلا جائے، اس میں اضافہ نہ کیا جائے تا کہ کام میں تغیر وتبدل داخل ہو کر اس کی راہ نہ بدل دے، لیکن مرورِ زمانہ سے کچھ فرق کی نشان دہی بھی کی گئی اور بعض علماء نے کام میں محدودیت کو وسعت میں لانے کی بات کہی، لیکن ضروری یہ سمجھا گیا کہ وسعت کام میں تغیر لا سکتی ہے، جس سے کام کی نافعیت کو نقصان ہو سکتا ہے، لیکن یہ بات اصلاً کام کے ذمہ داروں کے اندر کی رہی، کام کے باہر کے حضرات کے دائرے کی قرار نہیں دی گئی۔

مولانا مفتی محمد زید صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات پر عرصے سے کام کر رہے ہیں، اور کئی مطبوعات ان کی آچکی ہے، اور دادِ تحسین لے چکی ہیں، انہوں نے اس کام کی طرف بھی توجہ کی اور اس کام کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افادات جمع کئے جو کئی کتابوں کی صورت میں سامنے آئے، ان میں یہ مجموعہ بھی ہے جو قارئین کے سامنے پیش ہے، اس سے انشاء اللہ اس کام کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوگا اور بعض دیگر فائدے بھی سامنے آئیں گے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

محمد رابع حسنی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۱ / جمادی الآخر ۱۴۳۸ھ

۱۹ / اپریل ۲۰۱۷ء

تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب الاعظمی

(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء وامام المرسلين، محمد وعلى آله وصحبه اجمعين.

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کو امت دعوت بنایا ہے، اور (إِنَّ أُمَّتَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً) فرما کر اسے امت واحدۃ قرار دیا ہے، اور عالم بشری کی قیادت اس امت کو عطا فرمائی گئی، اور اس کو خیر امت کا لقب دے کر تمام انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے لئے مبعوث کیا گیا، كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. (سورہ آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو، تم نیکی کا حکم کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

یہ ساری فضیلتیں اور عظمتیں حضور پاک رسول اللہ ﷺ کے متبعین کے لئے اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام اور دائمی تحفہ ہے، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے پہلے جن انبیائے کرام کی بعثت ہوئی، وہ کسی خاص قوم یا طبقہ کے لئے ہوئی تھی، اور محدود وقفے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آسمانی نظام ان کے لئے اتارا تھا، لیکن ہمارے حضور پاک ﷺ آخری نبی تھے، آپ کی امت بھی آخری امت ہے، اور دین اسلام مکمل اور آخری دین ہے، جو حضور پاک ﷺ کے ذریعہ اس عالم انسانیت کے لئے ایک دائمی اور تا قیامت باقی رہنے والا نظام بنا کر اس کو اپنانے اور اس کی روشنی میں کمال اتباع اختیار کر کے زندگی گزارنے کا حکم

مرحمت فرمایا گیا، اور قرآن کریم میں سورۂ بینہ میں یہ آیت نازل فرمائی گئی (وَمَا أمِرُوْا إلاَّ لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوْا الصَّلاَةَ وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةٌ) 8

اس رہنمائی کے بعد اس امت پر دعوت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اور اس عظیم منصبِ دعوت کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کا دائمی اور مکمل دستور عطا فرمایا ہے، یہ دستور ہر زمان ومکان کے لئے یکساں اہمیت رکھتا ہے، اور اس کی ہمہ گیریت ایک ایسا امتیاز ہے جس کی مثال نہ پہلے کہیں نظر آسکی، اور نہ اس میں آئندہ کسی ذرہ کے برابر تبدیلی کی گنجائش ہوسکتی ہے، مختلف اقوام وملل نے اس کی شکل تبدیل کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ناکامی سے دوچار اور رسوا ہوئے، اور وہ بہت سے فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگئے اور ذلت کا شکار ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عملی طور پر باقی رکھنے، اور اس کی قوت وتاثیر کو تا قیامت برقرار رکھنے کے لئے امت مسلمہ کو وسائل وذرائع بھی مرحمت فرمائے، اہلِ دعوت کے قائدین کی جماعت پیدا کی، اور ان کو داعی الی اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

ان داعیانِ اسلام میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کے نام سے دعوت الی اللہ کا کام کرنے کی توفیق کامل عطا فرمائی، اور ان کا اخلاص، ان کا رضائے الٰہی کی تلاش، ان کی بے نفسی، ان کی بے پناہ محنت اور قربانی اس قدر مقبول عند اللہ ہوئی کہ تبلیغی جماعت کا کام پوری دنیا میں پھیلا، اور دین کے لئے محنت کرنے، دعوت کو پھیلانے اور کتاب وسنت کی روشنی میں زندگی گزارنے والوں کی تعداد عام ہوئی، اور فہم دین کے ساتھ دین کے لئے محنت کرنے اور اس کو مکمل دین کی حیثیت سے لوگوں تک پہونچانے کا حوصلہ ہر خطۂ عالم میں متعارف ہوا۔

اسی طریقۂ دعوت کو مستحکم کرنے اور اس کی ہر جہت سے حفاظت کرنے کا طریقہ بانی

جماعتؒ نے اپنے بیانات اورافادات میں نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

اسی طریقۂ دعوت کو اس کتاب میں ہمارے محترم دوست جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب ندوی مظاہری حفظہ اللہ تعالیٰ نے بہت اچھے اور واضح اسلوب میں **''دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت اور اس کے مقاصد، اور اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ''** کے موضوع پر نہایت مستند اور معلومات افزا بیان جاری کیا ہے، اسے ہم پڑھ کر جماعت کے بارے میں پھیلی ہوئی کچھ غلط فہمیوں کا ازالہ کر سکتے ہیں، اور بذات خود دعوت الی اللہ کے طریق کار سے واقف ہو کر اپنی ذمہ داری کو صحیح طریقے سے پوری کر سکتے ہیں، اور امت دعوت ہونے کا حق ادا کرنے کی پورے اخلاص نیت کے ساتھ کوشش کر سکتے ہیں۔

میں بحیثیت ایک فرد مسلم اس کتاب کے مؤلف جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب ندوی مظاہری (استاذِ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور دل کی گہرائیوں سے ان کی اس کامیاب کوشش کو سراہنا، اور اس کی قدر کرنا میرے لئے باعث فخر وسعادت ہے۔

راقم

سعید الرحمٰن الاعظمی

۷/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

۲۸/ستمبر ۲۰۱۷ء

9

تقریظ

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

فرزند وجانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجنے کا سلسلہ قائم فرمایا، جن میں سب سے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ نے ہدایت کی محنت کی اور صحابہ کرام کو اسی محنت پر لگایا جس میں تبلیغ، تعلیم، تزکیہ، تینوں باتیں شامل تھیں، مسجد نبوی میں یہ تینوں کام ہوتے تھے، ہمارے تمام اکابر انہیں تینوں کاموں کو کرتے رہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بھی انہیں تینوں کاموں کو کیا اور سب کی اہمیت بتلائی۔

عزیزم مولوی محمد زید سلمہ مظاہری (استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے تمام ملفوظات وارشادات کو یکجا کیا اور مرتب کر کے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں پر بڑا احسان کیا کہ اس میں تبلیغ والوں کے لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایتوں اور نصیحتوں کو جمع کر دیا، ان ہدایتوں کے مطابق اگر یہ کام کیا جائے گا تو تمام طرح کی گمراہیوں اور فتنوں سے محفوظ رہے گا، دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اللہ تعالیٰ مفتی محمد زید صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ان کے کام میں برکت عطا فرمائے اور امت کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے۔

محمد طلحہ کاندھلوی

۱۰/رمضان ۱۴۳۵ھ

مقدمہ

حضرت مولانا نیاز احمد صاحب ندوی دامت برکاتہم
استاد حدیث وصدر مفتی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت وتبلیغ کی محنت جس کی بنیاد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ نے ڈالی تھی محتاج تعارف نہیں، الحمدللہ سارے عالم میں اس کے آثار نمایاں ہیں، اور آج بھی لاکھوں بندوں کو اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ پہنچتا رہے گا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کے لئے مختلف موقعوں پر خصوصی ہدایتیں اور نصیحتیں فرمائی تھیں جو ان کے ملفوظات ومکتوبات وغیرہ میں محفوظ ہیں، تمام تبلیغی احباب اگر ان ہدایات کی روشنی میں کام کریں گے تو اس کام کا پورا فائدہ ہوگا اور تمام طرح کے شرور وفتن سے انشاء اللہ حفاظت بھی رہے گی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی وہ ہدایتیں ان کی مختلف کتابوں میں منتشر تھیں، دعوت وتبلیغ سے جڑے ہوئے حضرات لوگوں کی وہاں تک رسائی اور ان سے استفادہ دشوار تھا۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ میرے محترم بزرگ دوست جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی (استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) جو تصنیف وتالیف کا اچھا تجربہ رکھتے ہیں، کبار علماء کے معتمد اور مشائخ کے صحبت یافتہ بھی ہیں انہوں نے محنت شاقّہ برداشت کرکے یہ کام انجام دے کر اصحاب تبلیغ پر بڑا احسان کیا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی اس نوع کی تمام چیزوں کو چن چن کر نہایت سلیقہ سے مرتب کیا اور حسب ضرورت اس کی مناسب تشریح بھی کردی جس سے استفادہ آسان ہوگیا، چنانچہ موصوف نے اس

سلسلہ کے مختلف رسائل تیار کئے ،اس سے قبل اسی نوعیت کی دو کتابیں ''تبلیغی چھ نمبروں کی اہمیت وضرورت''اور'' کارکنانِ تبلیغ کے لئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مفید باتیں'' منظر عام پر آچکی ہیں ،اوراب یہ دو کتابیں ''دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت اور اس کا مقصد ''اور''دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب'' بھی منظر عام پر آرہی ہیں۔

موصوف اس سے قبل حضرت تھانویؒ کے افادات پر بھی کام کر چکے ہیں ،ان کے حسن انتخاب وترتیب کو اکابر علماء نے بہت پسند کیا،ان کا یہ سلسلہ انتخاب بھی اسی نوعیت کا ہے جس میں موصوف نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی باتوں کو حوالہ کے ساتھ جمع کیا،تمام تبلیغی احباب سے گذارش ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ان ہدایتوں اور نصیحتوں کے مطابق ہی کام کرنے کی کوشش کریں،انشاءاللہ اس کے فوائد پہلے سے بھی زیادہ ہوں گے اور تمام فتنوں سے حفاظت بھی رہے گی،اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اورامت کے لئے نافع بنائے۔

نیاز احمد ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۴۳۸/۴/۲۵ھ

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے،قرآن پاک کی متعدد آیتوں اور رسول اللہ ﷺ کی متعدد حدیثوں میں اس کام کی اہمیت وفضیلت اور اس کے اجر وثواب اور نہ کرنے پر سخت وعید اور عذاب کی خبر دی گئی ہے،حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَّاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورہ انفال،پ۹)

ترجمہ:اورتم ایسے وبال سے بچو جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

نیز ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک بستی پر عذاب نازل کرنے اور پوری بستی کو اُلٹ دینے کا حکم دیا،حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ اس میں آپ کا ایک ایسا عبادت گذار بندہ ہے جس نے آج تک پلک جھپکنے کے برابر کوئی نافرمانی اور گناہ کا کام نہیں کیا،اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے سمیت پوری بستی کو الٹ دو،اس کے سامنے غلط کام ہوتے تھے،میری نافرمانیاں ہوتی تھیں،کبھی اس نے ان کو منع نہیں کیا،روک ٹوک نہیں کی،اس کی پیشانی پر بل نہیں آیا،اس کی زبان نے حرکت نہیں کی،ان گناہ کے کاموں سے اس نے کبھی بیزاری اور ناراضگی ظاہر نہیں کی،لہٰذا اس کو بھی عذاب میں ہلاک کردو،یہ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے جس کو حضرت جابرؓ نے نقل فرمایا ہے۔ (بیہقی،مشکوٰۃ شریف،ص۴۳۹،عن جابر)

1 اس سے دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت کا اندازہ لگایا
جاسکتا ہے، اسی لئے اس امت میں خیر القرون کے وقت سے لے کر آج تک کسی نہ کسی
نوعیت سے دعوت وتبلیغ کا کام برابر ہوتا رہا ہے، حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے بھی اپنے وقت
میں خاص نوعیت سے اس کام کو شروع کیا جس کو ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،
الحمدللہ اس کے بے شمار فوائد ساری دنیا میں محسوس کئے گئے اور آج بھی پوری امت کو اس سے
فائدہ پہنچ رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ پہنچتا رہے گا۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ اپنی اس دعوتی اور ایمانی تحریک کے ذریعہ پورے دین اور
دین کے سارے شعبوں کو زندہ کرنا چاہتے تھے اور اپنی اس تحریک کے ذریعہ امت کے ہر طبقہ
تک حق کی دعوت پہنچانا چاہتے تھے، اس کے لئے حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے مختلف
موقعوں پر اپنے ارشادات، ملفوظات، مکتوبات میں ایسی ہدایات اور ایسے اصول بیان فرمائے
ہیں کہ اگر ان کے مطابق کام کو آگے بڑھایا جائے تو انشاء اللہ یقیناً وہ سارے مقاصد پورے
ہوں گے جو حضرت مولانا محمد الیاسؒ اس تحریک کے ذریعہ چاہتے تھے، ضرورت محسوس ہوتی
تھی کہ ہمارے تبلیغی احباب اور کام سے جُڑے ہوئے پُرانے اور نئے حضرات حضرت مولانا
محمد الیاسؒ کی ہدایتوں اور ان کے بیان کردہ اصولوں کو پیش نظر رکھ کر ہی کام کو آگے بڑھائیں،
اس کے لئے ضروری تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی تمام ہدایتیں اور بیان کردہ اصول جو ان
کے ملفوظات ومکتوبات میں منتشر ہیں، ان سب کو یکجا اور مرتب کیا جائے، الحمدللہ عرصہ سے یہ
کام جاری ہے اور اب تک اس سلسلہ کے تقریباً سات رسالے تیار ہو چکے ہیں، اس سے قبل
دو رسالے ''کارکنان تبلیغ کے لئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مفید باتیں'' اور ''تبلیغی چھ
نمبروں کی اہمیت وضرورت''، طبع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں، الحمدللہ کبارِ اہل علم اور پرانے

اصحاب تبلیغ نے اس سلسلہ کو بہت پسند فرمایا اور اسی کی روشنی میں کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

یہ دو رسالے ''تبلیغی جماعت کی ضرورت واہمیت اور اس کا مقصد'' ''دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب بھی اسی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں، یہ ایک حقیر سی کوشش ہے جو اصحاب تبلیغ کی خدمت میں اس گذارش کے ساتھ پیش کی جارہی ہے کہ تبلیغی کام کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے بیان کردہ اصول وہدایات اور منہج کے مطابق ہی انجام دیں، تو انشاء اللہ اس کے فوائد وثمرات پہلے سے بھی زیادہ حاصل ہوں گے، وماذٰلک علی اللہ بعزیز، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس معمولی کوشش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔

جہاد کی حقیقت اور فی سبیل اللہ کی تشریح بھی حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے ملفوظات ومکتوبات کی تشریح کے ضمن میں کتاب وسنت کی روشنی میں آگئی ہے نیز اسی موضوع سے متعلق احقر کا ایک مضمون بھی جو پہلے شائع ہو چکا ہے اور کبار اہل علم نے اس کو پسند کیا اور اس پر اطمینان کا اظہار کیا، مضمون کی مناسبت سے اخیر میں اس کو بھی لاحق کر دیا ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔

محمد زید مظاہری، ندوی

استاذِ حدیث دار العلوم، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

2

دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت

اور اس کے مقاصد

اور اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ

باب ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین. بر حمتک یا ارحم الراحمین

مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ابتداء میں تبلیغی کام کیسے کیا؟

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنی کتاب ''مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت'' میں مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے تبلیغی کام کی ابتداء کا تذکرہ کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ایک غریب میواتی کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ جب پہلے پہل میں نے اس سے کہا کہ جاؤ تبلیغ کرو، تو یہ مجھ سے کہنے لگا کہ تبلید کیا ہوتی ہے؟ میں نے کہا کہ تم لوگوں کو کلمہ سکھاؤ، اس نے کہا کہ کلمہ تو حضرت مجھے خود نہیں آتا، میں نے کہا جاؤ تم لوگوں سے یہی کہو کہ دیکھو میری یہ عمر ہوگئی ہے اور نہ سیکھنے کی وجہ سے مجھے اب تک کلمہ نہیں آتا، بھائیو! تم کسی کے پاس جا کر کلمہ ضرور سیکھو۔

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۱۶۷)

لبِ سڑک کیمپ لگا کر مسافروں اور میلوں میں جانے والوں کو تبلیغ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے پست اور جاہل طبقہ پر ترحم و شفقت اور ان کی تعلیم و تبلیغ (کے

لئے) بڑے اہتمام سے ایک مکتب (کیمپ نما) سڑک کے کنارہ مسجد سے متصل اور ایک مکتب 3
آگے بڑھ کر چوراہے پر قائم کرایا، اس میں حقہ پانی کا اہتمام کرایا، اور شہری اور میواتی مبلغین کو تاکید کی کہ وہ وہاں بیٹھیں اور آتے جاتے راہ گیر مسلمانوں کو محبت شفقت سے بلائیں، حقہ پانی سے ان کی تواضع کریں، ان کا کلمہ سنیں، اور ان کو کلمۂ خیر سنائیں، اور دین سیکھنے کا شوق دلائیں، اس کا مولانا کو اتنا اہتمام تھا کہ آدمیوں کو وہاں بھیجتے تھے، وہاں کے حالات کی تفتیش وتجسس رکھتے تھے، ان کے حقہ پانی کے اہتمام کی فضیلت اور ثواب بیان کرتے تھے۔

یہ زمانہ اجمیر کے عرس کا تھا، ہندوستان کے اکناف واطراف کے بکثرت غریب مسلمان حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کے لئے آتے اور راستہ میں تازہ حقہ، ٹھنڈا پانی، گھنا سایہ دیکھ کر دم لینے کے لئے ٹھہر جاتے، اور اتنی دیر میں مبلغین اپنا کام اس طرح کر جاتے، کبھی ان کو نرمی وملاطفت سے بلاتے اور اپنا پیغام سنا دیتے، اس طرح صدہا جاہل مسلمانوں کے کان میں دین کی بات پڑگئی اور اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ اس کے کتنے بندوں کے لئے راستہ چلتے ہدایت کا سبب بن گئی، بعض اوقات صبح کی نماز سے پہلے بعض علماء کو "متھرا" جانے والی سڑک پر بھیجتے کہ گاڑی بانوں اور شتر بانوں کو تبلیغ کریں۔"

میلے اور عرس کے سلسلہ میں مسجد میں لوگ کثرت سے آئے ہوئے ہیں ان میں تبلیغ ہوتی رہی۔ (حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص: ۱۸۵، ۱۶۵)

نٹوں اور پست قوموں میں تبلیغی جدوجہد

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک بڑے عالم کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

بعالی خدمت مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض آنکہ حسبِ ارشاد سامی یہاں سے نٹوں کی تبلیغ وتعلیم کے واسطے مولوی ہدایت خاں صاحب وقاری احسان صاحب کو روانہ کیا تھا، امید ہے کہ پہنچے ہوں گے، مگر ابھی تک ان کی کیفیت معلوم نہیں ہوئی، چونکہ آٹھ دس یوم گئے ہوئے ہوگئے اس واسطے کیفیت کا سخت انتظار ہے۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۴۵)

جماعتوں کی آمدورفت سے متعلق سرگرمیاں

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

از نظام الدین اولیاء

بخدمت عنایت فرمایم جناب منشی نصر اللہ نمبر دار محراب وحافظ صدیق وحکیم رشید احمد ونمبر دار عبدالغنی ودیگر احباب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکم تاریخ سے تبلیغی جماعتوں کی بڑی گرم خبریں اور بڑے بڑے وعدے ہورہے تھے، لیکن اس وقت تک جماعت کی صورت میں ہوکر ایک جماعت بھی نہیں آئی، ایسے امرِ عظیم کے اندر پہلوتہی کرنی اور کوتاہی کرنی اللہ کی نعمت سے بڑی محرومی اور خسران ہے، تمام مرکزوں کے اوپر ایک مستقل جماعت بہت جلد روانہ کردینی چاہئیے، جو ہر مرکز سے جماعت نکال کر ہٹیں، خصوصاً نوح میں جو جلسہ ہورہا ہے اس جلسہ کی تقریب میں آجانے والے دوستوں میں بہت کوشش کے ساتھ ایسی جماعت بنادیں، جو ہر ہر مرکز پر جاکر پوری کوشش کریں اور جماعتیں نکال دیں، ہر جماعت میں تینوں قسم کے آدمی ملاکر جماعتیں روانہ کریں، صرف ایک ہی قسم کے آدمی نہ ہوں، تینوں قسم کے آدمی ہوں۔

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۲۴)

4

سخت بیماری وکمزوری کی حالت میں بھی سفر

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”(اس وقت مجھے) اس قدر ضعف ہے کہ خلافِ طبع الجھی ہوئی بات سے اختلاج اور خفقان (دل کی دھڑکن کا احساس) ہوتا ہے، اور آرام کے ساتھ موٹر کی دہلی تک کی سواری سے بخار آتا ہے، اس پر الحمدللہ ایک مہینہ کی مسافت کے لئے میوات کی سخت ترین بادِ سموم اور نہایت جہال کی باتوں کے الجھاؤ کا نشانہ بن کر موت کے لئے اپنی جان کو پیش کرنے کی نیت سے اس سفر کو کارزار کا میدان تصور کرتے ہوئے مصمم ارادہ سفر ہے، گویا یہ سفر جہاد ہے، مگر اپنے ضعف سے اور اپنی مجرّبہ کم ہمتی سے نہایت خوف ہے، کسی جگہ یہ نفس شریر کرب وشدائد کے مقابلہ سے فرار کر کے نامردی سے واپس ہوگا۔

دعا کرو کہ جان کے جانے تک تحمل حق تعالیٰ شانہ شدائد وکرب کا نصیب کرے، وماذلک علی اللہ بعزیز، اور یا کام کو پورا کر کے سلامتی کے ساتھ بغنیمت عود (واپسی) نصیب فرمائے، اپنے اس سفر کو اہم فریضہ اور صحت کی رعایت کو سنگین ترین معصیت سمجھ کر اپنی زندگی سے مایوس ہو کر سفر کر رہا ہوں۔“ (حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۲۲۸)

فائدہ: یہ حضرتؒ کا غلبہ حال اور طبعی ذوق تھا کہ ایسی سخت بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی دین کی خدمت اور دعوتِ دین کیلئے سفر کی زحمت برداشت فرمائی ورنہ صحت کی رعایت کرنا معصیت نہیں بلکہ شرعاً اس کی رعایت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے اس کی رعایت فرمائی ہے مسلم شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک صحابی جہاد کے لئے تیار تھے لیکن عین وقت پر بیماری کی وجہ سے جہاد میں جانا مشکل ہوگیا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابی جو جہاد کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس سامانِ جہاد نہ تھا، ان کو آپ نے کو حکم دیا کہ ان کے سامانِ سفر جہاد کو لے کر وہ جہاد میں چلے جائیں۔

(مسلم شریف، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ، حدیث نمبر ۴۸۷۶، فتح الملہم ص ۳۵۳، ج ۹)

نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد کے موقع پر صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بہت سے بھائی جو جہاد میں شریک نہیں ہو سکے بیماری اور عذر نے ان کو روک دیا وہ تمہارے ساتھ ہر موقع پر جہاد میں شریک ہیں، یعنی اجر وثواب میں۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، ص۳۳۱، عن جابر، ابوداؤد باب الرخصۃ فی القعود من العذر، حدیث ۲۵۰۸)

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ مرض اور عذر کی رعایت کرنا اور اس کی وجہ سے نہ جا سکنا معصیت نہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں فرماتے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عذر کی وجہ سے اگر شخص کوئی نیک کام نہ کر سکے حالانکہ وہ اس کام کو کرنا چاہتا تھا تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو بغیر عمل کے بھی ثواب عطا فرمائے گا، بخاری شریف میں حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا مرض العبد أوسافر كتب له صالح ما كان يعمل وهو صحيح مقيم،قال الحافظ في الفتح وله شواهد كثيرة. (بخاری شریف، کتاب الجہاد، کذا فی تحفۃ الاحوذی ص ۳۱۱، ج ۲)

یعنی جب کوئی بندہ بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ نیک کام نہیں کر پاتا جو حالت صحت اور حالت اقامت میں کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کاموں کا ثواب لکھ دیا کرتا ہے جن کو وہ حالت صحت واقامت میں کیا کرتا تھا۔

باقی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ کیا یہ آپ کا جذبہ اور غلبۂ حال تھا، اللہ تعالیٰ کو آپ سے اس حالت میں بھی یہ کام لینا تھا، بعض صحابہ کرام کے بھی ایسے حالات منقول ہیں، ان کا بھی یہ غلبۂ حال ہی تھا، واللہ اعلم۔

دعوت وتبلیغ کی فکر اور دھن

فرمایا: میں اگر کسی طبیب کو بھی علاج کے لئے بلاتا ہوں تو دراصل تبلیغی کام کو پیش نظر رکھ کے بلاتا ہوں اور اس سے اپنا علاج کرانے کو اُس کو اللہ کے کام میں لگانے کا بہانا

بنانا چاہتا ہوں، اس لئے صرف ان ہی اطباء کو بلانے کی اجازت دیتا ہوں جن سے اس دینی 5
دعوت کے سلسلہ میں کوئی توقع اور گنجائش ہو۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۳ ملفوظ ۹۹)

فرمایا: میں اپنی صحت اور بقاء حیات کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے بجائے بیٹھ کر نماز پڑھنا تو جائز سمجھتا ہوں لیکن اس دینی کام کے قیام وبقاء پر زندگی کے خیال کو مقدم نہیں سمجھتا۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۳ ملفوظ ۱۰۰)

دشمن نواز دوست کش تحریک

فرمایا: ہماری یہ تحریک دشمن نواز دوست کُش ہے، آجائے جس کا جی چاہے۔

فرمایا: بھئی! اس وقت کفر والحاد بہت طاقتور ہے، ایسی حالت میں منتشر اور انفرادی اصلاحی کوششوں سے کام نہیں چل سکتا لہٰذا پوری قوت کے ساتھ اجتماعی جدوجہد ہونی چاہئے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً. (سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔)

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ: ص ۱۵۱ ملفوظ ۱۷۹، ۱۸۰)

اس کام کو صرف پسند کرنا اور اچھا کہنا کافی نہیں حسبِ گنجائش عملی طور پر کام میں لگنے کی ضرورت

فرمایا: پسند کو مباشرت کے قائم مقام سمجھنا بڑا دھوکہ ہے اور شیطان یہی کرتا ہے کہ آدمی کو پسند ہی پر قانع بنا دیتا ہے۔

(اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کسی اچھے کام کو صرف اچھا سمجھ لینے سے اس کام میں

شرکت نہیں ہوتی، بلکہ اس میں لگنے اور اس کو کرنے ہی سے اس کا حق ادا ہوتا ہے، لیکن بہت سے لوگوں کو شیطان یہ فریب دیتا ہے کہ وہ کام سے متفق ہو جانے کو کام میں لگ جانا اور شریک ہونا سمجھنے لگتے ہیں، یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے)

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۵۱ ملفوظ ۱۷۸)

فائدہ: اپنی حیثیت اور گنجائش کے اعتبار سے ہر شخص کو دعوت وتبلیغ میں حصہ لینا چاہئے البتہ اگر کوئی کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ دوسرے ضروری اہم کام میں لگا ہوا ہے اس بناء پر عملی طور پر اس کام میں شریک نہ ہو سکے تب بھی وہ حکماً اس کام میں شریک سمجھا جائے گا، کیونکہ ایک آدمی سارے کاموں کو عملی طور پر انجام نہیں دے سکتا اس کے لئے شریعت نے تقسیم کار کا حکم دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی علمی وعملی صلاحیت واستعداد اور وقت میں گنجائش کے اعتبار سے سب کو دینی کام انجام دینے چاہئے۔

اس امت کا امتیاز دعوتی وتبلیغی کام کے تسلسل سے ہے

فرمایا: جس چیز میں ہمارے حضور ﷺ دیگر انبیاء سے ممتاز تھے، وہ طریقہ تبلیغ تھا، پہلے انبیاء کے بعد سلسلۂ نبوت جاری تھا، اس لئے انہیں اس اہتمام کی ضرورت پیش نہ آئی، جس اہتمام کو ہمارے حضور ﷺ نے ملحوظ رکھا، کیونکہ ان کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم تھا، اور تبلیغ کا تمام بوجھ ان کی امت کے افراد پر پڑنا تھا۔

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۱۶۶)

فائدہ: اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسری قوموں کو دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مکلّف نہیں بنایا گیا تھا، قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے قصہ میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ، قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْن (سورہ الاعراف، پ۹)

6

ترجمہ: اور وہ وقت انہیں یاد دلاؤ جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت عذاب دینے والے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے اور اپنے رب کے سامنے عذر کرنے کے لئے اور نیز اس لئے کہ شاید یہ لوگ ڈر جائیں۔

نیز ایک حدیث پاک میں رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزّل اس طرح شروع ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھ اللہ سے ڈر ایسا نہ کر۔ لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی وہ اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے میں اور نشست و برخاست میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا کہ اس سے پہلے تھا، جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا..... الخ

(رواہ ابوداؤد والترمذی، فضائل تبلیغ حدیث ۳)

نیز ایک حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو جا کر اُلٹ دو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ اس میں آپ کا ایک ایسا بندہ رہتا ہے جس نے ہلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسکے سمیت بستی کو اُلٹ دو، اور سب پر عذاب نازل کر دو کیوں کہ اس کے سامنے میری نافرمانیاں ہوتی تھی لیکن کبھی اس کی پیشانی پر بل نہیں آیا نہ کبھی اس نے کسی کو روکا اس کو بھی ہلاک کر دو۔

(بیہقی، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۳۹، عن جابر)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری قومیں بھی دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مکلّف تھیں، البتہ اس امت کی خصوصیت زیادہ ہے اس وجہ سے کہ یہ آخری امت ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ واللہ اعلم

یہ کام قرنِ اول کا ہیرہ اور آدمی کی روحانی غذا ہے

فرمایا: یہ کام قرنِ اول کا ہیرہ ہے، اس کے لئے اپنی جانیں قربان کردو، اور اپنا سب کچھ مٹادو اس کے لئے جتنا زیادہ قربان کروگے اتنا زیادہ پاؤگے۔

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اوران کی دینی دعوت ص:۱۶۶)

فائدہ: حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے یہ بات مبالغہ کے طور پر ترغیب کے لئے فرمائی ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کام کی وجہ سے سب کچھ مٹادو اور خالی ہاتھ ہوجاؤ، بیوی بچوں کو بھی فتنہ میں مبتلا کردو، کیوں کہ شریعت کے حدود وقیود کی پابندی اور مسائل کی رعایت ہرحال میں ضروری اور فرض ہے۔

فرمایا: یادرکھو! اس راہ میں بھوک اور پیاس کی تکلیفات برداشت کرنے کی ضرورت ہے، اس میں اپنا پسینہ بہاؤ، اور خون بہانے کے لئے تیار رہو۔

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اوران کی دینی دعوت ص:۱۷۰)

میرے محترم یہ تبلیغی کام درحقیقت انسان کی روح کی غذا ہے۔

(مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۹۵)

''یہ طریقۂ تبلیغ کشتیٔ نوح ہے'' کا مطلب

فرمایا: یہ طریقۂ تبلیغ کشتیٔ نوح ہے جو اس میں سوار ہوگا، محفوظ ہوجائے گا۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص:۳۷)

فائدہ: بلاشبہ یہ طریقۂ تبلیغ جو اپنے اندر اتنی عمومیت اور جامعیت لئے ہوئے ہے، جیسا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ارشادات ومکتوبات میں ان کے عزائم اور ان کی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دعوت وتبلیغ کے ذریعہ دین کے تمام شعبوں کو زندہ

کرنا چاہتے تھے، اور اپنی تبلیغ کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ہے کہ: 7

ماجاء به النبی ﷺ. (یعنی نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی پوری شریعت) کو زندہ کرنا۔

دین کے کسی شعبے سے آپ غافل نہ تھے، تعلیم کتاب یعنی قرآن پاک کے الفاظ پڑھنے پڑھانے کے لئے مکاتب قائم کرنے کی طرف تبلیغی کارکنوں کو آپ نے توجہ دلائی، معانی قرآن کے لئے مدارس کے قیام اور ان کو آباد رکھنے کی ترغیب آپ نے دی، دارالافتاء اور دارالقضاء کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تمام تبلیغی کارکنوں کو اپنے قضایا و مسائل اسلامی عدالت کے ذریعہ حل کرنے کی ہدایت آپ نے فرمائی، علم الفرائض یعنی تقسیم میراث کے شرعی طریقہ کو زندہ کرنے کی بار بار تاکید آپ نے فرمائی، تزکیۂ نفوس و اصلاحِ باطن کے لئے خانقاہوں میں جانے اور بزرگوں و مشائخ سے ربط رکھنے کی بھی تاکید فرمائی، علماء سے مل کر ان کے تمام دینی تصنیفی و دعوتی کاموں میں ان کی نصرت و اعانت کر کے ان کے کاموں میں شرکت کر کے اجر و ثواب حاصل کرنے کی بھی آپ نے ہدایت فرمائی۔

(ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ص:۱۶۶ ملفوظ نمبر ۲۰۴)

الغرض تمام مسلمانوں میں پورے دین کو پہنچانے اور دین کے تمام شعبوں کو زندہ کرنے کے حوصلے اور پختہ ارادے آپ کے ملفوظات ومکتوبات میں ملتے ہیں، مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں، سیاسی لوگوں اور اربابِ حکومت تک کو اسلام کی دعوت دینے کے پختہ ارادوں کا آپ کی تحریرات وارشادات میں تذکرہ ملتا ہے، گویا پوری شریعت اور کتاب وسنت کو زندہ کرنے اور پورے دین کو لوگوں تک پہنچانے کی یہ تحریک ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اس تحریک سے جو کچھ چاہتے تھے اور اس سلسلہ میں جو ان کے عزائم وارادے تھے بلاشبہ ان سب پر نظر رکھتے ہوئے اور اس کی جامعیت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ اس تبلیغی تحریک کی مثال کشتیٔ نوح کی ہے، جو دراصل تعبیر اور کنایہ ہے رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے پیغام اور آپ کی لائی ہوئی پوری شریعت اور

آپ کے اسوۂ حسنہ سے کہ جو اس میں سوار ہوگا ، یعنی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی پوری شریعت (جس کے احیاء وتبلیغ کی یہ جماعت کوشش کر رہی ہے) اور آپ ﷺ کا اسوہ ونمونہ کشتیٔ نوح کے مرادف ہے، جو اس کشتی میں سوار ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ رہے گا وہ تو نجات پاسکے گا ورنہ نہیں۔

تبلیغ سے منسلک حضرات بھی اگر پوری جامعیت کے ساتھ جس کا تذکرہ ماقبل میں گزرا اگر اس جامعیت کے ساتھ اس کام کو کریں گے تو وہ بھی کشتیٔ نوح میں سوار سمجھے جائیں گے ورنہ وہ سب بھی خطرہ میں ہوں گے۔

بلاشبہ امت کے بعض طبقات ایسے بھی ہیں جن میں دینی شعور اور دینی بیداری کے لئے ان کے حالات اور ماحول کے پیش نظر فی الوقت اس دعوت وتبلیغ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں، ایسے گندہ ماحول میں مبتلا حضرات کے لئے بھی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان کے لئے یہ کام گویا کشتیٔ نوح ہے، سوار ہوں گے، کام سے منسلک ہوں گے تو زندگی میں دین آئے گا، نجات پاجائیں گے ورنہ غرق ہوجائیں گے، یعنی یہ بات خاص ماحول کے لوگوں کے لئے آپ نے فرمائی، ورنہ ظاہر بات ہے کہ اصل نجات تو کتاب وسنت کی پیروی اور اتباع سنت پر ہی موقوف ہے خواہ کسی بھی ذریعہ سے ہو، کسی خاص جماعت یا تحریک یا کسی بزرگ کے واسطہ سے ہی شریعت کی پیروی کرنا اور اس سے منسلک ہونا لازم نہیں کہ اس کے بغیر نجات ہی نہ ہو، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے خاص ذوق ومزاج کے اعتبار سے ایک بات ارشاد فرمائی ہے جس کی یہ توجیہ وتاویل کرنا جو اوپر مذکور ہوئی مناسب ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اصل نجات تو کتاب وسنت پر عمل کرنے پر ہی موقوف ہے، اور وہی کشتیٔ نوح کا مصداق ہے، لیکن بسا اوقات کسی ذریعہ اور واسطہ سے اس کشتیٔ نوح یعنی کتاب وسنت تک رسائی ہوتی ہے، تو اس ذریعہ اور واسطے کو بھی کشتیٔ نوح مجازاً کہہ دیا جاتا ہے، چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ألا إن مثل أهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح

8

من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک.

(رواہ احمد عن ابی ذر، مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ ص۳۷۲، ج۱۱)

اس روایت میں آپ نے اہلِ بیت کو کشتیٔ نوح سے تشبیہ دی ہے، وہ بھی اسی وجہ سے کہ آپ کے خاندان کے واسطہ سے کتاب وسنت تک رسائی ہوئی، ورنہ اصل چیز اتباعِ شریعت ہے، خواہ کسی بھی معتبر ذریعہ اور کسی بھی معتبر واسطہ سے ہو۔

قال القاری فی المرقاۃ وهو لا ینافی اخذ السنة من غیرهم لقوله ﷺ أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیم اهتدیتم، ولقوله تعالیٰ فأسئلوا أهل الذکر إن کنتم لا تعلمون.

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب المناقب باب مناقب اہل النبی ﷺ ص۳۰۷، ج۱۱)

لیکن اگر اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ مروجہ تبلیغی جماعت کا کام ہی کشتیٔ نوح کے مثل ہے، اور نجات اِسی پر موقوف ہے، جو اِس جماعت سے منسلک نہ ہوگا تو وہ ہلاک ہوجائے گا، تو یہ بات اَز روئے شرع ہرگز صحیح نہیں، جیسا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بھی اُصولی انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

(ملاحظہ ہو "تبلیغِ دین کے لئے ایک اُصول" ملحقہ خطباتِ علی میاں ص۴۴۲، ۴۴۷، ج۵)

تحریکِ ایمان کی حقّانیت اور مسلّمہ ضرورت

فرمایا: ہماری یہ تحریک ایمان جس کی حقانیت کو اہلِ جہاں تسلیم کر چکے ہیں، اس کے عمل میں آنے کی صورت بجز اس کے کہ ہر آدمی لاکھ جان کے ساتھ قربان ہونے کو تیار ہو، اور کوئی ذہن میں نہیں آتی۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۲۹۴)

یہ تحریک کیا ہے؟ اِنفِرُوْا خِفَافاً وَّثِقَالاً پر عمل کرنا اس نفر میں (یعنی نکلنے میں) کوتاہی عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۱۶۸)

فائدہ: دعوت وتبلیغ کی یہ تحریک ایمانی تحریک ہے، یعنی لوگوں میں ایمانی حرارت پیدا کرنا اور چھپی ہوئی بلکہ بجھی ہوئی چنگاری کو روشن کرنا، عمومی پیمانہ پر یہ ایمانی تحریک اسی وقت اپنا اثر دکھائے گی جب کہ ہر آدمی اس کام کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کو تیار ہو جائے، اس تحریک کی بنیاد نفر یعنی کوچ کرنے، سفر کرنے، چلت پھرت اور گشت پر ہے، اور دین کی راہ میں یہ گشت اور سفر مطلوب ہے، حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا . (الآیہ) یہ آیت اگرچہ جہاد بالسیف یعنی قتال کے سلسلہ میں بلکہ جہاد کی خاص نوع جس صورت میں کہ جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، جس کو فقہاء ''نفیر عام'' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ آیت اگرچہ جہاد کی اس خاص صورت سے متعلق ہے اور اصلاً اس کا مصداق وہی صورت ہے تاہم اس آیت سے بھی اتنی بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ دین کے خاطر جہاد و کوشش اور سفر و گشت اور شدِّ رِحال مطلوب ہے، اسی ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے حضرتؒ نے یہ آیت پڑھ دی ورنہ اس آیت کا مصداق ومطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس تبلیغ میں نہ نکلنے کی وجہ لوگ سے عذابِ الٰہی کے مستحق ہو جائیں جیسا کہ اس آیت کے اخیر میں ڈرایا گیا ہے اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب دے گا، یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) کیونکہ اس کا تعلق تو جہاد فرض عین سے ہے، شراح حدیث اور فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

تم دین کے دوسرے کام نہیں کر سکتے تو اس تبلیغ میں لگ جاؤ

فرمایا: کام جتنے بھی ہو رہے ہیں، (مثلاً مدارس، خانقاہیں، دار الافتاء، دار القضاء، دینی جلسے وغیرہ یہ) سب ضروری ہیں، مگر بس تبلیغ میں لگ جاؤ، ان کے مضرّات دور ہو جائیں گے، (یہ تبلیغ) خیر کی پرورش کرے گی، شر کا دفعیّہ کرے گی۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۳۵)

9 **فائدہ:** حضرتؒ نے اختصار کے ساتھ کتنے اعتدال کی بات فرمائی کہ دین کے مختلف شعبے اور دین کے بہت سے کام ہیں اور سب ضروری ہیں ، بہت سے دینی کاموں کوانجام دینے کے لئے بڑی صلاحیت ولیاقت کی ضرورت ہوتی ہے ، دین کے ضروری کاموں میں مکاتب ومدارس کا قیام بھی ہے، دارالافتاء اور دارالقضاء کا نظام بھی ہے، معاشرہ کی اصلاح اور امت میں رائج منکرات پر نکیر بھی ہے، تصنیف وتالیف بھی اور اسلام پر ہونے والے حملوں اور اعتراضات کے جوابات بھی، اسلامی قوانین کی حفاظت بھی اور مسلمانوں کے تشخص کو برقرار رکھنے کی کوششیں بھی وغیر ذلک لیکن یہ سب اور اس نوع کے بہت سے دینی کام ایسے ہیں جن کے لئے بڑی علمی صلاحیت ولیاقت کی ضرورت ہے، اس لئے ہر شخص اور امت کا بڑا طبقہ ان سب کاموں کو انجام نہیں دے سکتا، فتویٰ ہر شخص نہیں دے سکتا، عالم کورس ہر ایک نہیں پڑھا سکتا، تصنیف وتالیف ہر ایک نہیں کر سکتا، منکرات پر نکیر ہر شخص نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب کے لئے بڑی علمی لیاقت اور صلاحیت کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمارہے ہیں کہ دین کے سارے کام ضروری ہیں لیکن صلاحیت نہ ہونے کی بنا پر اگر تم دوسرے کام نہیں کر سکتے تم حافظ نہیں پڑھا سکتے تم تصنیف نہیں کر سکتے، تو بس تم اس تبلیغ میں لگ جاؤ، یہ آسان کام تو کر سکتے ہو، اس میں اتنی لیاقت کی ضرورت نہیں پس اس میں لگ جاؤ، اس کی برکت سے بھی انشاءاللہ خیر کا وجود ہوگا، شر کا خاتمہ ہوگا۔

کس حالت میں کن لوگوں پر تبلیغ فرض ہے؟

فرمایا: تبلیغ ہے فرض، ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہے۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۲)

فائدہ: تبلیغ فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے:" یَا أَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ. (پ۶، سورہ المائدہ)

ترجمہ: اے رسول تمام ان باتوں کی تبلیغ فرمادیجئے جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔

اور ظاہر بات ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر جو احکام ومضامین نازل کئے گئے ہیں وہ ہزاروں سے زائد ہیں ان سارے مضامین اور احکام کی تبلیغ واجب ہے، اب رہی یہ بات کہ کون سی تبلیغ کس پر واجب ہے؟ سو اس میں تفصیل ہے، بعض احکام ومضامین ایسے غامض اور دقیق ہوتے ہیں کہ عوام الناس کی سطح وفہم سے بالاتر ہوتے ہیں، علماء ہی اس کی پوری حقیقت کو سمجھ سکتے اور سمجھا سکتے ہیں، ایسے مضامین کی تبلیغ علماء پر فرض ہے، اور بہت سے احکام آسان اور عام فہم ہوتے ہیں ان کی تبلیغ ہر مرد مسلم پر فرض ہے، جیسے چھ نمبر کی تبلیغ لیکن اس میں بھی ضرورت اور حالات کے لحاظ سے تفصیل ہوگی، اپنے خاص متعلقین اور قریبی لوگ جن کی اصلاح کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے، اور جن کی وجہ سے قیامت میں ان سے باز پرس ہوگی ان کو تبلیغ کرنا فرض ہے، اسی دائرہ میں اپنے گھر کے علاوہ قریبی رشتہ دار اور پڑوسی بھی آتے ہیں، باقی سارے عالم کے لوگوں کو تبلیغ کرنا ہر شخص پر درجہ وجوب میں نہیں بلکہ مستحب اور افضل ہے، آدمی اپنی صلاحیت اور حالات واستطاعت کے مطابق ہی اس کا مکلّف ہے۔

باقی اپنی اصلاح کے لئے مروجہ تبلیغ میں نکلنا، تو جس شخص کی اصلاح اس کام میں لگنے اور نکلنے پر ہی موقوف ہو اور اس کے بغیر اس سے فرائض اور واجبات کی ادائیگی اور محرّمات سے بچنا مشکل ہو، اس کے علاوہ کوئی دوسرا آسان راستہ ان کے لئے قابل عمل نہ ہو ایسے لوگوں کے لئے بھی اپنی اصلاح کے لئے حسبِ ضرورت تبلیغ میں نکلنا واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

اس کام کے صدیوں تک جاری رہنے کی تمنّا اور دعاء

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

20 گرامی نامہ عالی بہت خوشیوں کو لئے ہوئے آرائش مجلس ہوا، لیکن خبروں کو اللہ واقعات پر منتج فرمادیں، اوران خبروں اور واقعات کو اپنی اس قدرت سے کہ جس پر تنِ تنہا بلا کسی اور سہارے کے یہ ساتوں زمین آسمان ٹکے ہوئے ہیں، اپنے فضل سے اور رحمت سے اپنی ذاتی قدرت کے ساتھ ایسا پائیدار بنادے کہ یہ تحریک مدتوں چلنے والی ہو، یہ محض ایک ابال اور سطحی نہ رہے کہ جو دو چار صدیوں میں ختم ہوجائے، بناء (بنیاد) کے محکم (مضبوط) ہونے کی بہت ہی دعاء فرماتے رہیں۔

میں نے اللہ سے دعاء کی ہے کہ ہماری یہ تحریک کرامتوں سے نہ چلے (تاکہ لوگوں کو ہر زمانہ میں اس کو چلانے کی ہمت ہو اور اس میں جدوجہد کریں، اگر کرامتوں سے چلے گی تو لوگ ایک ذات اور ایک دور کی خصوصیت سمجھ لیں گے) کاش ایسا وقت ہوجائے کہ قوم کے لاکھوں آدمی باہر گئے ہوں، قوم کے لاکھوں آدمیوں کا باہر پھرتے رہنا جزو زندگی بنادیا جائے۔

بندۂ ناچیز کے دماغ میں کچھ ایسے ایسے خیالات ہیں کہ قبل از وقت ہونے کی بنا پر زبان سے نکالنے کو جی نہیں چاہتا۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اوران کی دینی دعوت ص:۲۳۵/۲۳۶)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

آں محترم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے، اب تک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہونچا، اللہ تعالیٰ آپ کی مقدس توجہات کو اس طرف اور زائد سے زائد مبذول فرمائے۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۸۲)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور رحمت سے اپنی ذاتی قدرت کے ساتھ ان خبروں اور واقعات میں (جو تبلیغی کام کے فروغ اور ترقی سے متعلق تھیں) اس قدرت کا ایسا ٹکاؤ کردیں کہ یہ مدتوں چلنے والی ہو، یہ (تبلیغی کام اور اس کی ترقی) ابال اور سطحی نہ رہے کہ دو چار صدیوں میں ختم ہوجائے۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۶۲)

(بعض لوگوں پر) بڑا تعجب ہے کہ گھر سے مشکلوں سے نکلیں اور باہر نکل کر گھر بڑا یاد آتا

ہے، کاش تبلیغ کے بجائے گھروں پر رہنا اتنا ہی مشکل ہو جتنا آج کل تبلیغ میں رہنا مشکل ہے۔

(مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۹۲)

تبلیغی کام فتنوں کا علاج ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

میرے دوست! تم نے اپنے یہاں ہر چیز کو خدا بتلانے والے فرقہ کا ظہور لکھا ہے، میرے دوست! آدمی کا جاہل ہونا اور غافل ہونا، اور حق کی کوشش میں سست ہونا یہ ہر فتنہ کی کنجی ہے، اور طبائع کے اور جذبات کے ان نامبارک اور گندہ صفتوں پر رہنے سے خدا جانے کتنے فتنے اٹھتے ہوئے تم دیکھوگے، اور تم کچھ نہ کرسکوگے، اٹھتے ہوئے فتنوں کو مٹنے اور آئندہ کے فتنوں کو روکنے کے لئے تمھارے ملک میں آئی ہوئی اسکیم (تبلیغی جماعت اور اس میں خروج) کو مشق کرنے کے لئے یوپی کے لئے نکلنے پر زور دینے کے سوا کوئی علاج نہیں۔

(مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۰۲)

اس تحریک سے بہت سے فتنے دب گئے۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاسؒ ص ۲۱)

بعض حالات میں آپسی اختلاف کا ایک حل یہ بھی ہے کہ سب لوگ تبلیغ میں لگ جائیں

فرمایا: میری اپنی رائے میں مدرسہ کے اختلافات کے رفع کرنے کے لئے یہ صورت زیادہ مناسب اور بابرکت، نیز باہمی اتفاق کے لئے داعی ہوگی (اور نہایت مفید و مؤثر ہوگی) کہ آپ اہلِ مدرسہ کو اس کام (یعنی تبلیغی کام) کے لئے بالخصوص ہماری آمد کے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ تیار فرماویں اور ان ایام میں بہت زیادہ انہماک سے وہ اس میں حصہ لیں تو مجھے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ آپس کا اختلاف ضرور زائل ہوجائے گا۔

(مکاتیب حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۷۹)

فتنوں اور باطل طاقتوں کا ایک علاج دعوت وتبلیغ کی محنت بھی ہے

فرمایا: میں کون سی قوت سے سمجھاؤں، اور کون سی زبان سے بیان کروں، اور اس کے علاوہ کو کون سی قوت سے اپنے دماغ میں بساؤں اور متیقن اور بدیہی امر معلوم کو مجہول اور مجہول کو معلوم کیوں کر بناؤں، میرے نزدیک صاف صاف ان فتنوں کے دریائے اٹک اور ظلمات کی جمنا کے سیل کے روکنے کی سدِ سکندری سوامیری والی تحریک میں قوت کے ساتھ اپنی قوت جہد کو اندرونی جذبات کو اور ہمت کے ساتھ مساعی کو متوجہ کر دینے کے علاوہ کوئی صورت نہیں، غیب سے اس تحریک کی صورت کا نمایاں ہو جانا ہی اس وباء کا علاج ہے، جیسا کہ عادت ازلیہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ وباء کے مناسب علاج بھی پیدا فرمایا کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ کے یہاں کے پیش کیے ہوئے علاج اور نعمت کا توجہ سے استقبال نہ کرنا کچھ بہتر نہیں ہوا کرتا۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۱۲۷)

ایک اہم مکتوب

بگرامی خدمت احباب با اخلاص خصوصاً مولوی سلیمان صاحب زیدت عنایاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پس از سلام واضح ہو کہ ایک نہایت ضروری امر کے لئے تکلیف دینے کے ارادے سے رقعہ مزید تحریر میں لا رہا ہوں، وہ یہ کہ ہماری تحریک ایمان جس کی حقّانیت اہل جہان تسلیم کر چکے ہیں، اس کے عمل میں آنے کی صورت بجز اس کے کہ ہر آدمی لاکھ جان کے ساتھ قربان ہونے کو تیار ہو، اور کوئی ذہن میں نہیں آتی، دنیا کا یہی فیصلہ ہے اور فیض آسمانی کی ہزار ہا مرتبہ آزمودہ ہو کر ہزاروں اقوام کو ترقی اور تنزل کے نمونے دکھلا چکی، میں اپنی قوت اور ہمت کو تم میواتیوں پر خرچ کر چکا، میرے پاس بجز اس کے کہ تم لوگوں کو اور قربان کر دوں کوئی پونجی نہیں، میرا ہاتھ بٹاؤ۔

(مکاتیب حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص۱۳۶)

فصل

موجودہ زمانہ میں تبلیغی کام کی شدید ضرورت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ نے ارشاد فرمایا:

میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو اپنی اس اسکیم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پا رہا ہوں اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دفعیہ مجھے کھلی آنکھوں اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آرہا ہے، اور کچھ اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کی طرف سے اس کی نصرت اور تائید کی کھلی آیات (نشانیاں) نظر آرہی ہیں، اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبزیوں سے شاداب ہیں، میں اس امر میں مبادرت ومسابقت کرنے والوں کے لئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں، لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبادرت ومسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔

(حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص ۱۰۳)

فائدہ: حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے اس کام کی اہمیت وافادیت کے تعلق سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر امید رکھتے ہوئے اپنے گمان کے مطابق اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی جذبہ کے ساتھ غلبۂ حال میں ارشاد فرمایا ہے، اور یہ اسی وقت پورے طور پر ممکن ہوگا جب حضرتؒ کے فرمان کے مطابق تحریک کو فروغ دیا جائے، جس میں دین کے سارے شعبوں کو زندہ کرنا اور امّت کے مختلف طبقات کے چھوٹوں بڑوں کے حقوق پہچاننا اور ان کو ادا کرنا بھی ہے، اس کے بغیر یہ تحریک زندہ نہیں سمجھی جائے گی۔

22

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ارشاد فرماتے ہیں:

یہاں ایک باریک بات سمجھ لیں وہ یہ کہ ایک نبی ہوتا ہے اور ایک مجدد، اور ایک مصلح ہوتا ہے، نبی کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے بغیر نجات ہی نہیں ہوسکتی اور اس کی ہدایت حاصل کئے بغیر اللہ کی رضا اور کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی، اس میں کسی قسم کی مداہنت یا تساہل کی گنجائش نہیں ہے، لیکن مجددین اور مصلحین کا معاملہ یہ نہیں ہے، ہر مجدد اور ہر ربانی مصلح کی پیروی سے دین کو اور دین کے طالبوں کو نفع پہنچتا ہے، مثلاً کسی مجدد کے طریقہ سے قربانی کے جذبات بڑھتے ہیں، لہٰذا اس کے طریقہ کی پیروی سے قربانی کے جذبات بڑھیں گے، اور ایک دوسرے مجدد کے طریقہ سے اخلاق کی اصلاح اور صفائی معاملات کا اہتمام پیدا ہوتا ہے تو اس سے تعلق ووابستگی خاص طور سے اس میں مؤثر ہوگی۔

بہرحال نبی کے طریقہ پر نجات کا انحصار ہوتا ہے اور بالکل اسی طریقہ پر چلنا لازم لیکن کسی مجدد اور مصلح کا معاملہ یہ نہیں، خاص خاص ترقیاں تو ان کی اتباع اور وابستگی سے ہوتی ہیں، لیکن نجات اس پر منحصر نہیں ہوتی۔

(تبلیغ دین کے لئے ایک اصول، ملحقہ خطبات علی میاں ص ۴۴۲، ۴۴۷، ج ۵)

ہمت کو بلند رکھو

فرمایا: ہمت کو اصل دین کے لئے بلند رکھو، ہمت کو چست کرو، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی روح مبارک اس قدر سرسبز ہوگی کہ خیال وگمان وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، اور اللہ چاہے ایسی کھلی ترقی دیکھو گے کہ کوئی طاقت اس کا ادراک نہیں کرسکتی۔

(حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۳۰۷)

اصل خیریت تو یہ ہے کہ ہم صحابہ کے نقشِ قدم پر دینی کام میں لگے ہوئے ہوں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

خدام میں سے کوئی خیریت، مزاج پوچھتا تو حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے:

’’تندرستی بیماری تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اس میں کیا خیریت اور بے خیریت، خیریت تو جب ہے کہ جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ کام ہو، اور حضور ﷺ کی روح مبارک کو چین ہو، صحابہ کرام کو حضور ﷺ نے جس حال میں چھوڑا تھا، اس میں ادنیٰ تغیر آنے کو بھی وہ خلاف خیریت سمجھتے تھے۔‘‘

(حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۱۷۴)

تبلیغی کام انسان کی روحانی غذا ہے

فرمایا: میرے محترم! یہ تبلیغی کام درحقیقت انسان کے روح کی غذا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو اس غذا سے بہرہ ور فرمایا، اب اس عارضی فقدان یا کمی پر بے چینی لازمی شئی ہے، آپ اس سے پریشان خاطر نہ ہوں، اگر کچھ روز کے لئے یہاں تشریف لانا ہوجائے تو حق تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ نفع بخش ہوگا، تسکینِ خاطر بھی ہوگی اور کام کی جڑ بھی مضبوط ہوگی۔ (ان شاء اللہ) (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۵۹)

تبلیغی کام قربِ خداوندی اور حصولِ نسبت کا ذریعہ ہے

فرمایا: تبلیغ میں بہت وجوہ سے اللہ کے تقرب اور نسبت یادداشت (جو تصوف کی خاص اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق کا حاصل ہوجانا جس سے

23 ہر وقت اللہ تعالیٰ کا استحضار رہے اس) کے پیدا ہونے کے ایسے قوی اسباب جمع ہیں کہ اگر قدرداں اس میں جانبازی اور سرفروشی کریں تو ہزاروں جان اور سر اس کی قیمت میں ارزاں (سستے) ہیں۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ: ص ۵۷)

تبلیغی کام بڑے درجہ کی ریاضت ہے

فرمایا: یہ تحریک درحقیقت بہت بڑے درجہ کی ریاضت ہے، افسوس! لوگ اس کی حقیقت کو سمجھتے نہیں۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ ص ۹۷ ملفوظ ۹۴)

جو اس کام میں لگے گا اللہ اس کی نصرت کرے گا

دلّی کے ایک تاجر ایک تبلیغی جماعت کے ساتھ کام کر کے سندھ سے واپس آئے تھے، وہاں کے کام کی رپورٹ ان سے سن کر حضرت نے فرمایا:

''دوستو! ہمارا یہ کام (اصلاحی و تبلیغی جدوجہد) ایک طرح کا عمل تسخیر ہے (یعنی جو کوئی اس کام میں لگے گا اور اس کو اپنی دھن بنالے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام بناتا رہے گا)'' مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ'' اگر تم اللہ کے کام میں لگو گے تو زمین و آسمان اور فضا کی ہوائیں تمھارے کام انجام دیں گی...... تم اللہ کے کام میں گھر اور کاروبار چھوڑ کے نکلے تھے، اب آنکھوں سے دیکھ لینا کہ تمھارے کاروبار میں کتنی برکت ہوتی ہے...... اللہ کی نصرت کر کے جو اس کی نصرت و رحمت کی امید نہ رکھے وہ فاسق اور بے نصیب ہے۔''

مرتّب عرض کرتا ہے کہ آخری فقرہ آپ نے ایسے انداز اور اتنے جوش سے کہا کہ حاضرینِ مجلس کے دل ہل گئے۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ: ص ۱۱۳ ملفوظ ۱۳۶)

اللہ کی مدد کیسے حاصل ہو؟

فرمایا: اللہ کی خاص مدد حاصل کرنے کی یقینی اور شرطیہ تدبیر یہ ہے کہ اس کے دین کی مدد کی جائے:

"إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ" اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو تو ہلاک کرنے والی چیزیں تمھارے لئے زندگی اور راحت کا سامان بن جائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جی جان سے اللہ کے دین کی مدد کی تو اللہ نے آگ کو ان کے حق میں گلزار بنا دیا، ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس دریا نے جس کی خاصیت ڈبونا ہے سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہونچا دیا۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۲۶ ملفوظ ۱۵۰)

اپنی کمزوری پر نظر کرکے مایوس ہونا اللہ والوں کی شان نہیں

ہمت بلند رکھئے خدا کی قدرت پر نظر رکھئے کامیابی ہوگی

فرمایا: بہت لجاجت اور عزم کے ساتھ میں آپ پر خدا اور رسول کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ اس امر (یعنی دعوت وتبلیغ) کے ساتھ اس کے دشوار ہونے اور ناممکن الوجود ہونے کے اپنے خیال کو بہ نظر "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ" (اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) اور بہ نظر قدرتِ الٰہیہ نہایت سہولت کے ساتھ ہونے والی چیز ہونے کے خیال سے اپنے اس خیال کو ضرور بالضرور بدل دیجئے۔

میرے دوستو ! خدا اور زمانہ اور خالق اور مخلوق کے درمیان دائر ہونے والے امر میں خالق کی قدرت پر نظر کرنے کے بجائے زمانہ پر نظر کرنا اور ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہنے والے اسباب پر نظر کرکے ہمت بڑھانے والے خطابات خداوندانہ پر نظر نہ کرنا اولوا الابصار کی

بصیرت کے شایانِ شان نہیں ہے۔

خدائے قدوس جل مجدہٗ کے قوانین ازلیہ بہ بانگ دہل صدائے بلند دے رہی ہیں کہ اللہ سے جو کچھ مانگو گے اور جس چیز کی امید کرو گے وہی حاصل ہوگا، پھر کیوں نہ تم جیسے فہیم جذبات محمدیہ کے اوپر نظر لڑا کر دربارِ خداوندیہ میں اڑ بیٹھو۔

بک رہا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ ☆ کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

(حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۳۸)

مسلمانوں کو گھر گھر جا کر تبلیغ اسلام کرنے کی ضرورت

فرمایا......(اس وقت ضرورت ہے کہ) پوری پوری قوت واعانت وہمت کے ساتھ افرادِ مسلمین کو ان کے گھروں پر جا جا کر اور مختلف ذرائع سے قوت بہم پہنچا کر ہر ہر فرد کو تبلیغ اسلام میں عمر کا ہر ہر لحظہ ہر سانس خرچ کرنا دشوار ہے تو کم از کم ایک ایک سال، دو دو سال اپنی تمام عمر سے تبلیغ اسلام میں کوشش کرنے پر آمادہ کیا جائے۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۱۳)

تبلیغ کے خاطر گھروں سے باہر نکلنے کی اہمیت اور اس کا خاص فائدہ

فرمایا: ہمارے طریقۂ کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نئے صالح اور متحرک ماحول میں آجاتا ہے، جس میں اس کے دینی جذبات کے نشو ونما کا بہت کچھ سامان ہوتا ہے، نیز اس سفر وہجرت کی وجہ سے جو طرح طرح کی تکلیفیں مشقتیں پیش آتی ہیں اور در بدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لئے

برداشت کرنی ہوتی ہیں، ان کی وجہ سے اللہ کی رحمت خاص طور پر متوجہ ہوجاتی ہے۔" وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا" اسی واسطے اس سفر وہجرت کا زمانہ جس قدر طویل ہوگا اسی قدر مفید ہوگا۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۷ ملفوظ ۹۲)

دعوت نماز اور قرآن تک پہونچنے کا ذریعہ ہے

دعوت سے استعداد پیدا ہوتی ہے، اس کے بعد قرآن، اس کے بعد نماز۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب: ص ۶۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ میں لگنے اور اللہ کے راستہ میں نکلنے کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنے اندر علم وعمل کی صلاحیت واستعداد اور اس کی فکر پیدا ہوجاتی ہے نکلنے کے بعد اگر یہ طلب اور یہ استعداد پیدا نہیں ہوئی تو دعوت وتبلیغ کا مقصود حاصل نہیں ہوا۔

استعداد اور طلب پیدا ہوجانے کے بعد اب خصوصیت سے علم وعمل کی طرف توجہ کرنا چاہئے، علم میں پہلا درجہ قرآن پاک کا ہے، اور اعمال میں پہلا درجہ عبادت یعنی نماز کا ہے، پہلے قرآن شریف کے الفاظ سیکھے اس کے معنی اور مطلب کو علماء سے معلوم کرے، خود مطالعہ کرے یا علماء سے سنے اور سمجھے، اپنی نمازوں کو درست کرے، اور علم وعمل میں کمال پیدا کرنے کے ذرائع اور وسائل اختیار کرے، یہ ہے دعوت وتبلیغ کا مقصد اور کامیابی کا راستہ۔)

جن کے اندر تبلیغ کی اہلیت نہیں وہ تبلیغ کس طرح کریں

فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے کو تبلیغ کا اہل نہیں سمجھتا ہے، تو اس کو بیٹھا رہنا ہرگز نہیں چاہئے، بلکہ اس کو تو کام میں لگنے اور دوسروں کو اٹھانے کی اور زیادہ کوشش کرنا چاہئے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بڑا خیر، چند نا اہلوں کے سلسلہ سے کسی اہل تک پہنچ جاتا ہے، اور پھر وہ پھلتا پھولتا ہے اور پھر اس کا اجر بقاعدہ "مَنْ دَعیٰ اِلیٰ حَسَنَةٍ فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا. (حدیث) (یعنی جو کسی

25

دوسرے شخص کو نیک کام کی دعوت دے تو اس داعی کو اس کے عمل کا تو ثواب ملے گا ہی، دعوت کے نتیجے میں جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب بھی اس داعی کو ملے گا، اسی طرح اسلام میں جو کسی عمدہ طریقہ کو اختیار کرے گا اس کا ثواب اس کو تو ملے گا ہی جتنے لوگ بھی اس طریقہ کو اختیار کریں گے ان سب کا ثواب بھی اس کو ملے گا، یہ شریعت کا ضابطہ ہے، اس ضابطہ کے پیشِ نظر) ان نااہلوں کو بھی پورا (ثواب) پہنچ جاتا ہے جو اس کام کے اُس اہل تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، پس جو نااہل ہو اس کو تو اس کام میں اور زیادہ زور سے لگنا ضروری ہے...... میں بھی اپنے کو چونکہ نااہل سمجھتا ہوں اس لئے اس میں منہمک ہوں کہ شاید اللہ میری اس کوشش سے کام کو اس کے کسی اہل تک پہنچا دے اور پھر اس کام کا جو اعلیٰ اجر اللہ پاک کے یہاں ہو وہ بھی مجھے عطا فرما دیا جاوے۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۷۰ ملفوظ ۶۷)

اپنے باغ کا پھل کھاؤ

فرمایا: یہ سب کچھ تم سن رہے اور تبلیغی محنت کی بہار دیکھ رہے ہو اور لطف اٹھا رہے ہو، یہ یوں ہے جیسے کوئی دوسرے کے باغوں کے میووں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، مزہ کی بات تو یہ ہے کہ اپنے باغ کا پھل پیدا کرو، اور یہ چیز بغیر محنت اور قربانی کے کیوں کر آسکتی ہے۔

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۱۶۶)

باب ۲

تبلیغی جماعت کے مقاصد

ہماری تحریک کا مقصد امت میں ایمان کی روشنی پہنچانا

فرمایا: ہمارا کام دین کا بنیادی کام ہے، اور ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے، آج کل عام طور سے جو اجتماعی کام ہوتے ہیں ان کے کرنے والے ایمان کی بنیاد کو قائم فرض کر کے امت کی اوپر کی تعمیر کرتے ہیں، اور اوپر کے درجہ کی ضروریات کی فکر کرتے ہیں، اور ہمارے نزدیک امت کی اول ضرورت یہی ہے کہ ان کے قلوب میں پہلے صحیح ایمان کی روشنی پہنچ جائے۔ (اس کے بعد دوسرے کام کئے جائیں، کیونکہ بنیاد کی پختگی کے بغیر عمارت کمزور ہوگی) (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۷ ملفوظ ۹۰)

فرمایا: اللہ کے بندوں کو اور خاص کر غافلوں اور بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لئے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا بس یہی ہماری تحریک ہے اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۳۷ ملفوظ ۱۵۹)

ہماری تحریک کا اصل مقصد لوگوں میں دین کی طلب وقدر پیدا کرنا ہے

فرمایا: ہمارے نزدیک اس وقت امت کی اصل بیماری دین کی طلب وقدر سے ان کے دلوں کا خالی ہونا ہے، اگر دین کی فکر وطلب ان کے اندر پیدا ہوجائے اور دین کی اہمیت کا شعور واحساس ان کے اندر زندہ ہوجائے تو ان کی اسلامیت دیکھتے دیکھتے سرسبز

ہوجائے، ہماری اس تحریک کا اصل مقصد اس وقت بس دین کی طلب وقدر پیدا کرنے کی 26
کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ اور نماز وغیرہ کی تصحیح وتلقین۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۷ ملفوظ ۹۱)

فائدہ: مطلب یہ کہ پورے دین کی طلب اور قدر لوگوں میں پیدا ہوجائے تاکہ زندگی میں پیش آنے تمام مسائل خواہ اس کا تعلق عبادات ومعاملات سے ہو یا معاشرت واخلاق سے سب کو علم دین اور شریعت کی روشنی میں حل کرے۔

تجدید ایمان اور تکمیل ایمان کی تحریک

ہماری اس تحریک کا مقصد لوگوں میں دینی جذبہ کو غالب کرنا ہے

فرمایا: ہماری اس تحریک کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے سارے جذبات پر دین کے جذبہ کو غالب کرکے اور اس راستہ سے مقصد کی وحدت پیدا کرکے اور "اکرام مسلم" کے اصول کو رواج دے کے پوری قوم کو اس حدیث کا مقصد بنایا جائے:

"اَلْمُسْلِمُوْنَ کَجَسَدٍ وَاحِدٍ" (یعنی دین کی بنیاد پر سب میں اتحاد واتفاق پیدا ہوجائے اور سب مسلمان جسدِ واحد یعنی ایک جسم کی طرح ہوجائیں۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ص ۴۴ ملفوظ ۱۶۴)

پس ہماری یہ تحریک درحقیقت تجدید ایمان اور تکمیل ایمان کی تحریک ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ص ۴۶ ملفوظ ۱۷۰)

ہماری تحریک کی بنیاد جذبات اور دل کے رخ کو بدلنا ہے

مادّی منافع کے لئے دشمنانِ اسلام کا آلہ کار بننے والے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے

فرمایا: "اگر تم ان میں شکم پرستی اور غرض پرستی کے بجائے خدا پرستی کا جذبہ پیدا

کر سکو گے تو پھر وہ پیٹ اور دوسری اغراض کی خاطر دشمنوں کے آلۂ کار کیوں بنیں گے، جذبات اور دل کا رخ بدلے بغیر زندگی کے اشغال بدلوانے کی کوشش غلط ہے، صحیح طریقہ یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں کو اللہ کی طرف پھیر دو پھر ان کی پوری زندگی اللہ کے حکموں کے ماتحت ہو جائے گی ''لا الہ الا اللہ'' کا یہی مقصد ہے، اور ہماری تحریک کی یہی بنیاد ہے۔''

(ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ص ۱۱۶ ملفوظ ۱۴۱)

اس تحریک کا خاص مقصد لوگوں کو غیر یقینی اسباب سے اللہ کے یقینی وعدوں کی طرف لانا ہے

فرمایا: (لوگوں کو) اپنے خیالی اسباب پر جتنا اعتماد ہے اتنا اللہ کے وعدوں پر نہیں ہے، اور یہ حال صرف ہمارے عوام کا ہی نہیں ہے بلکہ سبھی عوام وخواص الا من شاء اللہ، الٰہی وعدوں والے یقینی اور روشن راستہ کو چھوڑ کر اپنی ظنّی اور وہمی تدبیروں ہی میں الجھے ہوئے ہیں، پس ہماری اس تحریک کا خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی سے اس اصولی اور بنیادی خرابی کو نکالنے کی کوشش کی جائے، اور ان کی زندگیوں اور سرگرمیوں کو ظنون واوہام کی لائن کے بجائے الٰہی وعدوں کے یقینی راستے پر ڈالا جائے، انبیاء علیہ السلام کا طریقہ یہی ہے اور انہوں نے اپنی اُمتوں کو یہی دعوت دی ہے کہ وہ اللہ کے وعدوں پر یقین کرکے اور بھروسہ کرکے ان کی شرطوں کو پورا کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کرکے ان کے مستحق بنیں، اللہ کے وعدوں کے بارے میں جیسا تمہارا یقین ہوگا ویسا ہی تمہارے ساتھ اللہ کا معاملہ ہوگا، حدیث قدسی ہے اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِیْ بِیْ (میں اپنے بندوں کے گمان اور یقین کے موافق معاملہ کرتا ہوں)

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص:۹۸)

27

اس کام میں نکلنے اور لگنے کا مقصد

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

''خود اس (کام) میں (یعنی تبلیغی کام میں نکلنے اور) لگنے کا جو مقصود ہے کہ اللہ کے ساتھ تعلق (قائم ہونا) اور (پوری) شریعت کا پھیلنا وہ بھی حق تعالیٰ بسہولت ظہور میں لائیں گے۔

(مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۲۵ مکتوب نمبر۲)

فائدہ: حضرتؒ نے اپنی مختصر ہدایت میں واضح فرمادیا کہ دعوت وتبلیغ میں خروج یعنی نکلنا یہ خود مقصود نہیں بلکہ مقصود کا ذریعہ ہے، نکلنے کے بعد اگر وہ مقصود حاصل نہ ہو تو یہ مقصد میں ناکامی ہے، اس لئے نکلنے کے مقصد کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

نکلنے کا مقصد ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قوی اور مضبوط ہوجائے، وقت لگانے کے بعد جب وطن واپس ہوں اس وقت بھی وہ تعلق مع اللہ باقی رہے، جس کی علامت ودلیل اور جس کا طریقہ شریعت کے جملہ احکام کی پیروی کرنا ہے، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات ومعاشرت اور اخلاق سے، سب کے حقوق پہچاننا اور سب کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا صحیح تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

نکلنے کا یہ مقصد تو اپنی ذات کے تعلق سے تھا، نکلنے کا دوسرا مقصد ہے شریعت کا پھیلنا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو دین وشریعت لے کر آئے ہیں جو قرآن وحدیث اور علماء کے سینوں میں محفوظ ہے اس کی اشاعت، اور آپ کے لائے ہوئے پیغام اور نورِ ہدایت کا پھیلانا اسی وقت ممکن ہوگا جب اس کے طریقوں کو اختیار کیا جائے مثلاً شریعت کو پھیلانے اور اس کی حفاظت کے لئے مکاتب ومدارس کا قیام اور اس کا بقاء ضروری ہے، آپ کے لائے ہوئے

پیغام کو عام کرنے، معروفات کو پھیلانے، منکرات کو ختم کرنے کے لئے اصلاحی مجالس اور وعظ وتقریر کے پروگراموں کا سلسلہ ہونا بھی ضروری ہے، احکام شرعیہ کو بتلانے اور پھیلانے کے لئے دارالافتاء ودارالقضاء کے نظام کو قائم کرنا بھی ضروری ہے۔

آپ کی بعثت کا مقصد اور اہم کام تزکیۂ نفوس اور اصلاح باطن بھی ہے اس کے لئے مشائخ اور خانقاہ کا وجود بھی ضروری ہے، ملکی سطح پر جو احکامِ اسلام وشعائرِ اسلام خطرہ میں ہوں ان کی حفاظت کے لئے اسی شان کے مطابق جدوجہد کرنا مثلاً اس جیسے ملک میں مسلم پرسنل لاء کی حفاظت یہ بھی ضروری ہے۔

دعوت وتبلیغ کے مقاصد میں جب شریعت کا پھیلانا اور اس کی حفاظت کرنا ہے تو اس مقصد کی تکمیل کے لئے ان کے اسباب کو اختیار کرنا اور ان سارے کاموں کو کرنا بھی ضروری ہوگا جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا اس کے بغیر تبلیغ کا مقصد پورا نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ دعوت وتبلیغ کے دو مقصد حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بتلائے ہیں، ایک انفرادی وخصوصی، دوسرے اجتماعی وعمومی، انفرادی وخصوصی تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی نسبت اور خاص تعلق قائم ہو جائے جو اتباع شریعت اور اتباع سنت کے بغیر نہیں ہوسکتا، دوسرا مقصد عمومی یہ ہے کہ اس کام کی محنت سے پوری شریعت پھیل جائے یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں پوری شریعت عام اور نافذ ہو جائے، مثلاً عبادات کے شعبوں میں جملہ عبادات نماز، روزہ، حج وغیرہ سب زندہ ہو جائیں، معاملات کے شعبوں میں تجارت، شرکت، مضاربت، ملازمت، کھیتی، باغات وغیرہ میں شریعت کی جو تعلیمات واحکام ہیں انہیں کے مطابق سارے کام انجام دیئے جائیں، معاشرت اور گھریلو زندگی کے تعلق سے شریعت کے جو احکام ومسائل ہیں ان کے مطابق معاشرہ میں عمل ہونے لگے، ایک دوسرے

کے حقوق کی کامل معرفت اوران کے ادائیگی کی فکراور اہتمام ہو، الغرض زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، دوسروں تک پہنچایا جائے یہ مطلب ہے شریعت کے پھیلنے کا اور یہی اصل مقصد ہے اس تبلیغی کام کا۔

اس تحریک کا مقصد اور اس کام کی بنیاد

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو ایک خط میں اپنی اس تحریک کا مقصد اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

نماز، روزہ، قرآن، انقیادِ مذہب اور اتباعِ سنت کا نام لینے اور ان چیزوں کا تذکرہ کرنے سے ان چیزوں کے ساتھ عالم اسلام میں تمسخر اور مضحکہ اور استخفاف کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رہتا، امورِ مذکورہ کی حرمت وعظمت کی طرف دعوت دینے ہی پر اس تبلیغ کی تحریک کا مدار ہے، اور یہی اس کی بنیاد ہے کہ استخفاف (ہلکا سمجھنے) سے تعظیم کی طرف فضاء عالم کے انقلاب کی کوشش کی جائے۔ (حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۷۹)

اسلام کو جنم دینے والی تحریک

اس تحریک کا اہم اصول اور اس کی خاصیت

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم میری تحریک ایمان کی تحریک ہے۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاس ص ۲۷)

یہ تحریک اسلام کو جنم دینے والی ہے۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاس ص ۳۲، ۳۶)

ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزادری کو پسند کرتی ہے، نہ کسی فتنہ وفساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے۔ (مکاتیب حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۴۲)

فائدہ: حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ قسم کھا کر فرمارہے رہے ہیں کہ میری تحریک (جو دعوت وتبلیغ یا تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے، یہ تحریک) ایمان کی تحریک ہے، تمام اعمال کی جڑ اور بنیاد تو ایمان ہی ہے، اگر ایمان نہیں تو کوئی عمل عنداللہ مقبول نہیں، ایمان ہے لیکن ناقص ہے، پختہ نہیں تو ایسا ایمان آدمی کو زندگی کے دوسرے شعبوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے پر آمادہ نہ کرے گا، اس لئے ہماری تحریک کی اصل بنیاد ایمان ہے، اب جن لوگوں کے اندر ایمان بالکل نہیں ہے، یعنی غیر مسلم ان کو ایمان پہنچایا جائے تا کہ ان کو ایمان کی نعمت نصیب ہو اور ان کے نیک اعمال ان کے کام آسکیں، اور وہ ناجی بن سکیں، اور جن کے اندر ایمان ہے لیکن کمزور درجہ کا ہے، ان کے ایمان کو کامل اور پختہ بنانے کی کوشش کی جائے تا کہ اسلامی احکام جو اعضاء وجوارح اور زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ہیں وہ سب زندہ ہو جائیں، یہ ہے ہماری اس تحریک اور دعوت وتبلیغ کا مقصد، نکلنا، گشت، اجتماع، ترغیب وترہیب سب اسی غرض اور مقصد کی تکمیل کے لئے ہے، نکلنا خود مقصود نہیں، نکلنے سے مقصود ایمان کو پختہ اور کامل کرنا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ کمالِ ایمان کا معیار کیا ہے اور یہ بات کیسے معلوم ہو کہ ہمارا ایمان کامل ہے یا نہیں اس کے لئے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں کامل اور کامیاب ایمان والوں کے جو صفات بیان کئے گئے ہیں ان صفات میں غور کرنا چاہئے کہ وہ صفات پورے طور پر ہمارے اندر پائے جاتے ہیں یا نہیں، اگر پائے جاتے ہیں تو ہمارا ایمان کامل ہے ورنہ نہیں، ان صفات کے پائے جانے میں جس درجہ کا نقصان ہوگا اسی درجہ کا ایمان بھی ناقص ہوگا، اہلِ علم اور واقف کاروں سے ان ایمانی صفات کو (جو قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں مثلاً اٹھارویں پارہ کے شروع میں اور سورہ فرقان کے آخری رکوع میں) ہر داعی اور ایمان بنانے کی محنت کرنے والوں کو ان صفات کی روشنی میں اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

29

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا ہماری تحریک کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پورے اسلام کو جنم دینے والی ہے، یعنی اسلام کے اور دین و شریعت کے سارے شعبوں کو زندہ کرنے والی اور درست رکھنے والی ہے، خواہ اس کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو۔

اسی طرح اس تحریک (دعوت وتبلیغ) کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ فتنہ وفساد لڑائی جھگڑے اور کسی کی دل آزاری کو پسند نہیں کرتی، اس دعوت وتبلیغ میں لگنے والوں کا طرّہ امتیاز اور خصوصیت یہی ہے کہ وہ ان سارے کاموں کو انجام دیتے ہیں لیکن فتنہ وفساد کی باتوں سے اور کسی کی دل آزاری سے بھی پرہیز کرتے ہیں کیونکہ یہ بات ان کے اصول وآداب کے خلاف ہے۔

اس کام کا اہم مقصد یہ بھی ہے کہ

ہر جگہ کے علماء اور اہلِ دین و دنیا میں جوڑ و الفت پیدا ہو

فرمایا: اپنی اس تحریک کے ذریعہ ہم ہر جگہ کے علماء اور اہلِ دین اور دنیاداروں میں میل وملاپ اور صلح وآشتی بھی کرانا چاہتے ہیں۔

نیز خود علماء اور اہلِ دین کے مختلف حلقوں میں الفت ومحبت اور تعاون و یگانگت کا پیدا کرنا اس سلسلہ میں ہمارے پیشِ نظر، بلکہ ہمارا اصل مقصد ہے، اور یہ دینی دعوت ہی انشاء اللہ اس کا ذریعہ ووسیلہ بنے گی، افراد اور جماعتوں میں اختلافات اغراض ہی کے اختلافات سے تو پیدا ہوتے اور ترقی کرتے ہیں، ہم مسلمانوں کے تمام گروہوں کو دین کے کام میں لگانے اور خدمتِ دین کو ان کا سب سے اعلیٰ مقصود بنانے کی اس طرح کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے جذبات اور طریقِ عمل میں موافقت ہو جائے، صرف یہی چیز نفرتوں کو محبتوں سے بدل سکتی ہے۔

دو شخصوں میں صلح کرانے کا ذرا سوچو کہ کتنا بڑا اجر ہے، پھر امت کے مختلف طبقوں اور گروہوں میں مصالحت کی کوشش کا جو اجر ہوگا اس کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ: ص ۸۵ ملفوظ ۱۰۲)

فائدہ: افسوس کہ جس تحریک کا وجود ہی اس غرض سے ہوا تھا اور جس کے مقاصد اصلیّہ میں سے تھا کہ علماء وعوام، اہلِ دین و دنیا، اہلِ مدارس وخانقاہ اور اہلِ تبلیغ میں جوڑ والفت اور اتحاد واتفاق قائم ہو افسوس کہ بہت سے علاقوں میں حدود سے تعدی اور غلو کے نتیجہ میں نیز مشائخ سے دوری، علماء سے بیزاری، مدارس اور دین کے دوسرے شعبوں اور کاموں کی ناقدری اور عجب وخود پسندی کے نتیجہ میں سخت انتشار واختلاف پیدا ہو رہا ہے اور ہم اپنے اصل مقصد سے دور ہوتے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

علماء کی قدر و منزلت کے ساتھ دینی تعلیم کو عام کرنا ہماری تحریک کا مقصد ہے

فرمایا ہماری یہ تبلیغی تحریک، دینی تعلیم وتربیت پھیلانے اور دینی زندگی کو عام کرنے کی تحریک ہے، اور اس کے جو اصول ہیں بس ان ہی کی رعایت اور نگہداشت میں اس کی کامیابی کا راز مضمر ہے، ان اصولوں میں سے ایک اہم اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کے جس طبقہ کا جو حق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس کو ادا کرتے ہوئے اس دعوت کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

مسلمانوں کے تین طبقے ہیں: (۱) پسماندہ (غرباء) (۲) اہلِ وقار (۳) علماء دین ان سب کے ساتھ جو معاملہ ہونا چاہئے اس کو یہ حدیث جامع ہے:

"من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا ولم یبجل علمائنا فلیس منا."

(ابوداؤد، مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص ہم میں سے نہیں، یعنی ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں، اور وہ ہمارے طریقے پر نہیں، جو چھوٹوں پر رحم اور شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی توقیر و تعظیم نہ کرے اور علماء کرام کی تکریم و تعظیم نہ کرے۔

پس قوم میں جو چھوٹے ہوں ان کا حق (رحم وخدمت) اور جو اصحابِ وقار اور اہلِ وجاہت ہوں ان کا حق (توقیر) اور علماء دین کا حق (تعظیم) ادا کر کے ان کو یہ دعوت دی جائے، وأتوا البيوت من أبوابها.

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۱۲ ملفوظ ۱۳۵)

ہماری تحریک کا مقصد غافلوں اور بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا ہے

تبلیغی کام کی ترقی کی علامت مدارس اور خانقاہوں کی کثرت ہے

فرمایا: میں نے یہ طے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کی جو قوتیں عطاء فرمائی ہیں ان کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان کو اسی کام میں لگایا جائے جس میں حضور ﷺ نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں اور وہ کام ہے اللہ کے بندوں کو اور خاص کر غافلوں اور بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لئے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا، بس یہی ہماری تحریک ہے، اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں، یہ کام (یعنی دعوت و تبلیغ کا کام صحیح طریقہ سے) اگر ہونے لگے تو اب سے ہزاروں گُنے زیادہ مدرسے اور ہزاروں گُنی ہی زیادہ خانقاہیں قائم ہو جائیں، بلکہ ہر مسلمان مدرسہ اور خانقاہ ہو جائے اور حضور ﷺ کی لائی ہوئی نعمت اس عمومی انداز سے بٹنے لگے جو اس کے شایانِ شان ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۳۷ ملفوظ ۱۵۹)

اس تبلیغ کا مقصد حضور ﷺ کی لائی ہوئی پوری شریعت کو زندہ کرنا ہے

فرمایا: اصل جو تبلیغ ہے وہ صرف دو امر کی ہے، اور باقی جو ہیں اس کی صورت اور شکل بٹھانے کے لئے ہیں، تو وہ دو چیزیں ایک مادّی ہے، اور ایک روحانی ہے، مادّی سے مراد جوارح (یعنی اعضاء) سے تعلق رکھنے والی ہے، سو وہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے۔

روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے:" فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً." (سورۂ نساء: پ۵)

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو فیصل نہ بنائیں، پھر آپ جو کچھ فیصلہ کر دیں اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر دیں۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۲۶ مکتوب ۳)

فائدہ: حضرتؒ کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ اصل تبلیغ تو صرف دو امر کی ہے، یعنی اصل مقصود دو چیزیں ہیں باقی اس کے طریقے اور ذرائع ہیں، ایک روحانی ایک مادّی، روحانی سے مراد حضرتؒ کی یہ ہے کہ ہر موقع پر شریعت کے سامنے اپنے جذبات اور اپنی خواہشات کو قربان کر دینا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے:

لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ (مشکوۃ شریف)

یعنی کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات وجذبات اس دین وشریعت کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں، حضرتؒ

فرمارہے ہیں کہ میری تبلیغ کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس تبلیغ کے ذریعہ تمام لوگوں میں یہی ذوق اورمزاج پیدا ہوجائے۔

دوسری چیز جس کی تبلیغ ضروری ہے وہ مادّی ہے یعنی اعضائے جوارح کے متعلق تبلیغ، مطلب اس کا یہ ہے کہ آدمی کے سر سے لے کر پیر تک جتنے اعضاء ہیں آنکھ، ناک، کان، زبان، ہاتھ پیروغیرہ ان سارے اعضاء کے متعلق شریعت نے جو بھی احکام دیئے ہیں خواہ کرنے کے تعلق سے یا بچنے کے تعلق سے یعنی شریعت کے جملہ مامورات ومنہیات اوراعضاء سے متعلق جتنے بھی احکام ہیں ان کو عمل میں لانا اوران کی اشاعت وتبلیغ کے لئے جماعت بنا کر کوشش کرنا یہ ہماری تبلیغ کا مقصد ہے یہ مطلب ہے حضرتؒ کے اس فرمان کا۔ واللہ اعلم

اس کام کی برکت سے سیکڑوں سنتیں زندہ ہوں گی

فرمایا: میرے دوستو! اس میں کوشش کرنے سے سیکڑوں حضور ﷺ کی سنتیں زندہ ہوں گی، اور ہر ہر سنت پر سو شہیدوں کا ثواب ملے گا تم خود دیکھو کہ ایک شہید کا کتنا بڑا رتبہ ہے۔

(حضرت مولانا محمد الیاسؒ اوران کی دینی دعوت ص ۳۰۷)

اس راہ میں نکلنے والوں کے لئے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

میرے دوستو! اس کام کے لئے نکلنے والوں کے قدم، میں امید کرتا ہوں کہ فرشتوں کے پروں پر پڑتے ہیں، اور اللہ کے یہاں بہت بڑا درجہ نصیب ہوتا ہے، دنیا کی مخلوق اور آسمان کے فرشتوں کے دلوں میں اس کام کے کرنے والوں کی محبت اوروقار جمتا ہے۔

میرے دوستو! دین کے ہر کام میں تمھارا گاؤں آگے رہا ہے، اورسب سے زیادہ بہادر رہا

ہے، فی گھر ایک آدمی نکالا جانا یہ نئی تحریک ہے، اس میں سب سے آگے رہو، اگر انشاءاللہ تم نے اس میں جم کے کوشش کی اللہ کی نصرت سے ضرور کامیاب ہوگے، اور پھر دوسروں کو بھی رغبت ہوگی اور پھر وہ بھی اس میں کوشش کریں گے، اور ان کے ثواب میں تم شریک رہوگے، میرے کہنے کو غنیمت سمجھو، بھلی بات کہنے والے ملتے نہیں ہیں، دیکھو بھلے کام میں کوشش کرلو، مرنے کے بعد کوشش کا موقعہ نہیں ملے گا، اور تمنائیں ہوں گی۔ فقط والسلام۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحب ص ۱۳۴)

فائدہ: یہ حدیث پاک کا مضمون ہے کہ طلبِ علم کے لئے جو گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”**من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع**“ (ترمذی، مشکوٰۃ ۳۴ کتاب العلم)

ترجمہ: جو شخص علمِ دین کی طلب میں نکلا وہ اللہ کے راستہ میں ہے جب تک واپس نہ آجائے۔ نیز ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَلٰئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ

(ترمذی، مشکوٰۃ ۳۴ کتاب العلم)

یعنی طالب علم کی رضا کے لئے فرشتے اپنا پر بچھا دیتے ہیں۔

احکام ومسائل کا علم حاصل کرنے والے نیز دیگر علومِ شرعیہ حاصل کرنے والے تو اس فضیلت کے مستحق یقیناً ہیں ہی کیونکہ علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں، اللہ کے راستہ میں جماعت میں نکلنے میں بھی چونکہ طلبِ علم ہوتا ہے، گو محدود پیمانہ پر یعنی فضائل کا علم حاصل ہوتا ہے، اسلئے یہ فضیلت ان شاء اللہ ان کو بھی حاصل ہوگی، اور طلب علم میں نکلنے والوں کے جو فضائل حدیثوں میں آئے ہیں، ان شاء اللہ ان کو بھی حاصل ہوں گے، اسی لئے حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا: اس کام میں نکلنے والوں کے قدم فرشتوں کے پروں پر پڑتے ہیں، واللہ اعلم۔

دعوت الی اللہ کا موضوع

فرمایا: دعوت الی اللہ کا موضوع یہی ہے کہ ترغیب وتحریص، (یعنی رغبت دلانا اور حرص پیدا کرنا) عمل کے منافع ومحاسن اور اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدوں اور وعیدوں کے (ذریعہ اور) ذکر کی کثرت اور اللہ کی صفات وعادات کو کھولنے کے ذریعہ اللہ کی بات قبول کرنے کی طرف بلایا جائے، تاکہ اللہ کی محبت وعظمت قلوب میں پیدا ہوکر دل خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت پر آمادہ ہو جائے، نہ کہ کسی قوت اور زور سے مجبور کرنا۔ (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۹)

فائدہ: حضرتؒ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ کا موضوع اور اس کی اصل غرض وغایت اور اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ اس کام کے ذریعہ وعدوں اور وعیدوں کو بتلا کر لوگوں میں دینی جذبہ پیدا کیا جائے، اعمالِ صالحہ کے منافع ومحاسن بیان کر کے ان کے اندر ذوق وشوق پیدا کیا جائے، قلوب میں اللہ کی محبت وعظمت پیدا کر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت پر آمادہ کیا جائے، قہر وجبر اور اکراہ کے ذریعہ نہیں بلکہ حسنِ اخلاق، تواضع اور خوشامد کے ذریعہ، یہ ہے دعوت وتبلیغ کا موضوع اور اصل غرض وغایت، اب اس کے آگے کام ہے زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ اور رسول کے احکام کی اطاعت کرنا، اس کے لئے علم وعلماء کی ضرورت ہے، اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے علماء کو توجہ کرنے اور عوام کو علماء سے ربط رکھنے کی ضرورت ہے۔

اس دعوت وتبلیغ کی بڑی غرض

فرمایا: اس کام کی غرض اعلیٰ تو یہ ہے کہ جو میرا ہے میں اس کا ہو جاؤں، اور دوسرے درجہ میں یہ ہے کہ جو میرے مرغوبات ہیں وہ موت کے بعد مل جائیں (یہی تصوف کا بھی حاصل

اور مقصد ہے، جس کی تشریح مندرجہ ذیل) (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاسؒ ص ۱۸)

فائدہ: اس کام کی غرض یعنی دعوت وتبلیغ کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو میرا ہے میں اس کا ہو جاؤں، جو میرا ہے یعنی میرا اللہ، میں اسی کا ہو جاؤں، یعنی اللہ کا ہو جاؤں، مطلب یہ ہے کہ اللہ کا خاص بندہ بن جاؤں، جن کی شان یہ ہوتی ہے: "إِنَّ صَلاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" (پ۸ سورۂ انعام) کہ میری نماز میری تمام عبادتیں میرا جینا مرنا یعنی میری پوری زندگی اور زندگی کا ہر کام اللہ رب العالمین کے لئے ہو جائے، یہی مقامِ عبدیت اور مقامِ رضا ہے، اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ ہمارا ہر کام شریعت کے موافق، سنت کے مطابق اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہو، اس دعوت وتبلیغ کی غرض اعلیٰ اور مقصد اصلی یہی ہے کہ ہم کو ایسی زندگی نصیب ہو جائے کہ میرا ہر کام شریعت کے موافق اور اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

دوسری غرض ثانوی درجہ میں یہ ہے کہ بندہ کی جو بھی مرغوبات اور خواہشات ہیں مرنے کے بعد اس کو وہ سب نصیب ہو جائیں، اور یہ چیز بندہ کو جنت ہی میں حاصل ہو سکتی ہے جس کے متعلق خود حق تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْ أَنْفُسُکُمْ." الآیہ (پ۲۴) کہ جنت میں تمھاری تمام مرغوبات تم کو دے دی جائیں گی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا تمام سامان تمھارے لئے کیا جائیگا، اسی کا نام جنت ہے جس کی نعمتوں کا مختلف انداز سے قرآن پاک میں تذکرہ کرکے اس کی رغبت اور شوق دلایا گیا ہے، حور وغلمان کا اور مختلف قسم کے ماکولات، مشروبات چھلکتے ہوئے جاموں اور ختامِ مسک کا تذکرہ کرکے جنت کا شوق دلایا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بڑے اہتمام سے اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا اور امت کو بھی یہ دعا سکھلائی "اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ" اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں.

حق تعالیٰ کے جنت کی رغبت وشوق دلانے اور رسول ﷺ کے اس اہتمام سے دعا

کرنے اور سکھلانے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہماری ایمانی وعرفانی اور احسانی زندگی سے حق تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ یہ نعمتیں بھی مقصود ہیں، اگر یہ مطلوب ومقصود نہ ہوتیں تو اس کی ترغیب اور دعا کی تلقین کیوں کی جاتی، یہ نعمتیں موعود بھی ہیں اور مقصود بھی اور ان نعمتوں کے حصول کی غرض سے اعمال صالحہ کرنا عین اخلاص وعبدیت ہے، اور اللہ تعالیٰ کو محبوب بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بندے میری ان نعمتوں کو بھی مقصود بنا کر میری عبادت کریں اور مجھ سے مانگیں، یہ اخلاص کی اور عبدیت کی علامت ہے، اتنی اہم بات کی طرف حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے مختصر جملہ میں اشارہ فرمایا کہ ہمارے اس کام کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہماری مرغوبات مرنے کے بعد ہم کو مل جائیں یعنی جنت مل جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل سے بغیر حساب وکتاب کے جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

ترغیب میں دنیوی برکات کا بھی بیان ہونا چاہئے

اسی سلسلہ میں فرمایا اصل تو یہی ہے کہ رضائے الٰہی اجر اخروی ہی کے لئے دینی کام کیا جائے لیکن ترغیب میں حسب موقع دنیوی برکات کا بھی ذکر کرنا چاہئے بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ابتداءً دنیوی برکات ہی کی امید پر کام میں لگتے ہیں، اور پھر اسی کام کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں حقیقی اخلاص بھی عطا فرما دیتا ہے۔

فرمایا: دنیوی برکات ہمارے لئے موعود ہیں ان کو مقصود اور مطلوب نہیں بنانا چاہئے لیکن ان کے لئے دعائیں خوب کرنا چاہئیں، اللہ کی طرف سے آنے والی ہر نعمت کا بندہ بہت زیادہ محتاج ہے، ''رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ''۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۹۷ ملفوظ ۱۱۶)

حکومت وسیاسی اقتدار مسلمانوں کا مقصود اصلی نہیں، دین کے ساتھ اگر ہم کو حکومت مل جائے تو ہم کو اس سے ہٹنا نہیں چاہئے

فرمایا: بھائیو: ہم رسول کریم ﷺ کے راستہ سے صرف بھٹکے ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ بھٹک گئے ہیں، کبھی حکومت یا اور کسی قسم کا سیاسی اقتدار مسلمانوں کا مقصد نہیں ہوسکتا، رسول کریم ﷺ کے راستہ پر چلتے ہوئے اگر حکومت مل جائے تو اس سے ہمیں ہٹنا نہیں لیکن یہ ہمارا مقصد ہر گز نہیں، بس اس راہ میں ہمیں سب کچھ بلکہ جان تک بھی مٹا دینا ہے۔ (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۱۶۳)

تبلیغ میں بیماری، پریشانی اور تکلیف کا لاحق ہونا بھی قابلِ مبارکباد اور باعثِ ترقی درجات ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار تحصیل فتحپور تبلیغی سلسلہ میں گیا تھا وہاں بارش میں بھیگنے کی وجہ سے سینہ میں درد اور بخار ہوگیا، مولانا کو اس کی اطلاع ہوئی، مولانا نے اس اطلاع پر یہ گرامی نامہ تحریر فرمایا:

جناب سید ابوالحسن علی صاحبؒ کی علالت مزاج سے رنج وملال ہوا، دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ کاملہ سے ممنون فرماویں، اور خود بیماری بھی جو صلحاء کے لئے ایک نعمت ہے، جب تک یہ مقدر ہے اس وقت تک بیماری سے بذریعہ رضا بالقضاء اور بذریعہ تکفیرِ سیئات کے یقین کے متمتع فرماویں۔

میرا جی چاہتا ہے کہ اس پر مبارک باد دوں کہ اس چودھویں صدی میں محض خلوص، جہد فی سبیل اللہ والا سفر مرض کا سبب ہوا،

هل انت الا اصبع دميت ☆ وفی سبيل الله ما لقيت

صورۃً یہ بیماری اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کہ دنیا میں جیسے ہزاروں کو بخار آتے ہیں ایک آپ کو بھی آ گیا، لیکن یہ بخار اس نسبت سے روئے زمین پر غالباً ممتاز ہوگا کہ بظاہر اس کا سبب ایک ایسی چیز کے لئے قدم اٹھانا ہے، کہ ایک مردہ طریق کو (یعنی تبلیغ کو) ایقان اور محکم و پائیدار اور زندگی دینے کے لئے یہ قدم اٹھا تھا، وہ طرز زندگی اگر رائج ہو جائے اور جانیں جا کر بھی یہ راستہ کھل جائے تو امتِ محمدی کے نہایت مشغول رہنے والے اپنے مشاغل سے فارغ ہو سکنے والے افراد کو رشد وہدایت سے پورا پورا حصہ ملنے کا مردہ طریق زندہ اور پائدار ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس وجہ وجیہ پر نظر جما کر اس کے شکر کی توفیق نصیب فرماویں، اور مرض میں بھی صحت سے زیادہ رضا جوئی کے طریق پر قوت بخشیں۔ اللھم آمین

(مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۴۲ مکتوب ۴، مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۳۴)

جتنا مجاہدہ کرو گے اسی کے بقدر اللہ تعالیٰ نوازے گا

فرمایا: ایسے زمانے میں کہ روٹیوں کے واسطے جانیں جارہی ہوں دین کی کوشش میں بخار کا آ جانا کچھ بڑی بات نہیں، دنیوی معیشت کے اندر کے اسباب کی کوشش اور سعی کو جب تک دین کے درست کرنے والی چیزوں میں کوششوں اور سعی سے مغلوب نہیں کیا جائے گا اس وقت تک غیرتِ خداوندی دین کی دولت سے مالا مال نہیں کر سکتی۔

عادات خداوندی عموماً دین میں اپنی جدّ وجہد کی مقدار کے ساتھ وابستہ ہیں، آدمی کسی مقصد کے لئے جتنا اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے اور تکالیف کو جھیلنے کے ذریعہ اپنے حالات، جوارح، قلب اور قوتوں کی شکستگی اور تعب وانکسار کو پہونچتا ہے اتنا ہی حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا سبب ہوتا ہے، **اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ**، **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا**، کسی راہ کی ذلت کو اٹھائے بغیر اس کی عزت کو پہونچنا عادۃً ہوتا نہیں۔

(مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۳۱، ۲۳۲)

اس راہ کی مصیبتیں کفارۂ سیئات ورفع درجات کا ذریعہ ہیں

اللہ تعالیٰ سے مصیبت نہیں عافیت ہی مانگنا چاہئے

فرمایا: سب کارکنوں کو سمجھا دو کہ اس راہ میں بلاؤں اور تکلیفوں کو خدا سے مانگیں تو ہر گز نہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت ہی مانگنا چاہئے) لیکن اگر اللہ پاک اس راہ میں یہ مصیبتیں بھیج دے تو پھر ان کو خدا کی رحمت اور ذریعۂ کفّارۂ سیئات ورفعتِ درجات (یعنی گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا ذریعہ) سمجھا جائے، راہِ خدا میں اِس قسم کی مصیبتیں تو انبیاء اور صدّیقین اور مقرّبین کی خاص غذائیں ہیں۔
(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۳۴ ملفوظ ۲۶)

اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق

تھوڑی محنت وقربانی بھی ان شاء اللہ رنگ لائے گی

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

جس مذہب کے لئے ہزاروں جانوں کا طِیبِ خاطر (یعنی دلی رضامندی) سے پیش کر دینا اس کی قیمت کے لئے کافی نہیں ہوسکتا، اور جس مذہب کی اصلی قیمت سوزشِ جگر اور خون دیدہ بہانا تھی اس کے لئے ہمارا یہ برائے نام قدموں کا اٹھانا اور اس قدر ضعیف اور کم مقدار اپنی محنتوں کا وابستہ رکھنا اصلی فریضہ سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔

لیکن خدائے پاک کی ذرّہ نوازی اور مراحمِ خُسروانہ اور اس اخیر زمانہ والوں کے لئے ان کے مساعی (کوششوں) پر صحابہ کرامؓ کے پچاس کے برابر اجر وثواب کے ملنے کی خوشخبریاں اور سچے وعدے اور ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلّا وُسْعَھَا'' کی جیسی بشارتیں، ہماری ان

مسائی (کوششوں) کے بارے میں بڑی امیدیں دلا رہی ہیں۔ 35

(مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۳۳)

سارا کام اللہ ہی کرتا ہے، اللہ کی مشیت کے بغیر انبیاءؑ بھی کچھ نہیں کر سکتے

اپنی کمزوری مت دیکھو، کام کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ ہماری تمھاری محبت میں اخلاص پیدا فرماویں، میاں جی محمد داؤد صاحب کو بعد سلام کے یہ سمجھا دیں کہ درحقیقت جو کچھ بھی کام کرنے والے ہیں وہ باری تعالیٰ ہیں، نہ انبیاء بغیر اس کی مشیت کے کچھ کر سکتے ہیں، اگرچہ ہزار کوشش کریں، اور نہ اولیاء اور نہ بڑی سے بڑی قوت والے، غرض بغیر اللہ کی مشیت کے کوئی بھی دنیا بھر میں کچھ نہیں کر سکتا، اور حق تعالیٰ میں سب قدرت ہے کہ چھوٹے چھوٹے ابابیل پرندوں کو ہاتھیوں پر فتح دلوا دی، تو جب کہ حق تعالیٰ ہی کام کرتے ہیں اور قوت وزور کو کچھ دخل نہیں ہے، تو اگرچہ تم کتنے ہی ضعیف ہو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تم سے وہ کام لیں جو بڑے بڑے واعظوں سے نہ ہو سکے، اور اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کر لیں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا، اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے، غرض جب کہ ہمارے پاس تمھارے جیسے ضعیف ہیں تو حق تعالیٰ تمھیں سے سب کام لے لیں گے تم اپنا کام کیے جاؤ، اور اپنی خستہ حالی اور ضعف پر ہرگز نظر نہ کرو اور ظاہر میں کوشش کرو اور باطن میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

۱۹؍جنوری ۱۹۲۹ء

(مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۰۷)

وجاہت ومقبولیت اللہ کی نعمت ہے اس کو دینی کام میں استعمال کیجئے

فرمایا: حضرات ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک قوت دی ہے، اس سے میرا مطلب بیان وتقریر کی قوت نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک جماعت کے بڑے اور اس کے مطاع ہیں، ہزاروں آدمی آپ کی بات مانتے ہیں، آپ ان کو متوجہ کیجئے کہ ہمارے آدمیوں کے ساتھ کچھ دنوں رہ کر وہ ہمارے کام کو سمجھیں اور سیکھیں اور پھر اپنے حلقوں میں یہ کام کریں، اس سے انشاء اللہ وہ بہت کام کے بن جائیں گے۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۳۸، ملفوظ ۱۵۹)

ایمان کی ترقی کے دو بازو

فرمایا: حضرات !ایمان کے دو بازو ہیں، ایک اللہ ورسول کے دشمنوں پر غِلظَت وشدّت اور دوسرے اللہ ورسول کے ماننے والوں اور محبوں پر شفقت ورحمت، اور ان کے مقابلہ میں فروتنی اور ذلّت " أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ "(سورہ مائدہ، پ ٦)

اللہ کے نیک بندوں کی شان میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ مہربان ہوں گے مسلمانوں پر اور تیز ہوں گے کافروں پر " أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ "(سورہ فتح، پ ۲٦)

یعنی کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں آپس میں مہربان ہیں۔

ایمان والوں کی ترقی وپرواز کے لئے یہ دونوں بازو ضروری ہیں، ایک بازو سے کوئی جانور بھی نہیں اڑسکتا۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص: ۱۳۸)

یہ تواضع کہ: "ہم کسی قابل نہیں" تو اب قابل ہوگئے

اُن صاحب نے جو حضرت سے عقیدت اور نیاز مندی کا بھی تعلق رکھتے ہیں، حضرت کے ارشادات سن کر عرض کیا کہ جوانی اور طاقت کا سارا زمانہ تو دوسرے کاموں میں

صَرف ہوگیا، اس وقت کسی بزرگ نے نہ کھینچا، اب میں بوڑھا ہوگیا، اور کسی نئے کام کی ہمّت و طاقت نہیں رہی تو حضرت مجھ سے اپنا کام لینا چاہتے ہیں، اب میں کسی کام کا نہیں رہا ہوں۔

حضرت نے ارشاد فرمایا: اگر فی الحقیقت پہلے آپ یہ سمجھتے تھے کہ آپ میں کچھ طاقت وقوت ہے اور آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اس وقت آپ اللہ کے کام کے قابل نہ تھے، اور اگر آپ کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ آپ میں کوئی قوّت وطاقت نہیں ہے اور آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں تو اب ہی آپ اللہ کے کام کے قابل ہوئے ہیں۔ (حوالہ مذکور)

اللہ کی مدد آنے کی شرط

فرمایا: اللہ کا کام کرنے اور اس کی مدد کے مستحق ہونے کے شرائط میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بالکل عاجز ولاچار سمجھے اور صرف اللہ ہی کو کارساز یقین کرے، اس کے بغیر مدد نہیں ہوتی، حدیث قدسی میں ہے کہ: "میں انہی کے ساتھ ہوں جن کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں۔" (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۳۸ ملفوظ ۱۵۹)

اس کام میں اللہ کی نصرت کی شرط

فرمایا: مولوی صاحب! اللہ کا وعدہ ہے کہ یہ کام ہوگا، اور اللہ کی مدد اس کو اتمام تک پہونچائے گی، مگر شرط یہ ہے کہ (اخلاص کے ساتھ اور اصولوں کی پابندی کے ساتھ کام ہو، اور) اس کے وعدۂ نصرت پر کامل یقین اور بھروسہ کے ساتھ اس سے نصرت (اور امداد) مانگتے رہو، اور اپنی امکانی کوششوں میں کمی نہ کرو۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص:۱۷۲)

دعوت وتبلیغ کا الہامی طریقہ اور آیت تبلیغ کی الہامی تفسیر

فرمایا: خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصہ ہے، بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی

ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدہ سے نہیں ہوتی، کیوں کہ ان کو خواب میں علومِ صحیحہ القاء ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہوگی (علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے) اسی لئے ارشاد ہے۔

پھر فرمایا: آج کل خواب میں مجھ پر علومِ صحیحہ کا القاء ہوتا ہے، اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے (خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی جس سے نیند میں ترقی ہوگئی) آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ."

کی تفسیر خواب میں القاء ہوئی کہ تم (یعنی امتِ مسلمہ) مثل انبیاء علیھم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو، (اور اس مطلب کو "أُخرِجَتْ" سے تعبیر کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جگہ جم کر کام نہ ہوگا، بلکہ دربدر نکلنے کی ضرورت ہوگی) تمھارا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، اس کے بعد "تُؤمِنُونَ بِاللّٰه" فرما کر یہ بتلایا گیا ہے کہ اس امر بالمعروف سے خود تمھارے ایمان کو ترقی ہوگی (ورنہ نفس ایمان کا حصول تو "كُنتُم خَيراُ مَّةٍ" ہی سے معلوم ہو چکا ہے) پس دوسروں کی ہدایت کا قصد نہ کرو، اپنے نفع کی نیت کرو، اور "أُخرِجَتْ لِلنَّاسِ" میں الناس سے مراد عرب نہیں بلکہ غیر عرب ہیں، کیونکہ عرب کے متعلق تو "لَستَ عَلَيهِم بِمُصَيطِرٍ، وَمَا أَنتَ عَلَيهِم بِوَكِيلٍ" فرما کر بتلا دیا گیا تھا کہ ان کے متعلق ہدایت کا ارادہ ہو چکا ہے، آپ ﷺ ان کی زیادہ فکر نہ کریں، ہاں "كُنتُم خَيراُ مَّةٍ" کے مخاطب اہلِ عرب ہیں، اور "الناس" سے مراد دوسرے لوگ ہیں جو عرب نہیں۔

چنانچہ اس کے بعد "لَو آمَنَ أَهلُ الكِتَابِ لَكَانَ خَيراً لَهُم" اس پر قرینہ ہے، اور

یہاں "لَکَانَ خَیْراً لَّھُمْ" فرمایا " لکان خیراً لکم " نہیں فرمایا، کیونکہ مبلّغ کو تو تبلیغ ہی سے اپنے ایمان کی تکمیل کا فائدہ حاصل ہوجاتا ہے، خواہ مخاطب قبول کرے یا نہ کرے، اگر مخاطب تبلیغ کا اثر قبول کر کے ایمان لے آئے تو اس کا اپنا بھی فائدہ ہوگا، مبلّغ کا فائدہ اس پر موقوف نہیں۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۵۲ ملفوظ ۵۰)

ہمارے اس کام میں ہر طبقہ کے لوگ ہونا چاہیے

علماء بھی اور اہلِ ذکر (صوفیاء) بھی

فرمایا: ایک ضرورت یہ ہے کہ تبلیغ سے تعلق رکھنے والوں کا یہاں ایسا مخلوط مجمع رہے جس میں ہر طبقہ اور ہر طرح کے لوگ ہوں، علماء بھی ہوں، اہل الذکر بھی ہوں، انگریزی تعلیم یافتہ بھی ہوں، تاجر بھی ہوں، غریب عوام بھی ہوں، اس سے ہمارے طریقۂ کار کے سمجھنے اور عملاً اس پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی، اور ہم جو مختلف طبقات کا باہم اختلاط اور تعاون چاہتے ہیں اس کی بنیاد بھی ان شاء اللہ اس سے پڑ جائے گی۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۸۶ ملفوظ ۱۰۴)

اس دعاء اور بد دعاء دونوں میں غور کیجئے

دین کی نصرت کا مصداق

ایک دن کسی وقت کی نماز ایک صاحب نے پڑھائی، بعد نماز یہ دعاء بھی کی

(جو حضرت مولانا بھی بکثرت کیا کرتے تھے)

"اللّٰھُمَّ انصُرُ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ"

(اے اللہ محمد ﷺ کے دین کی جو لوگ مدد کریں تو ان کی مدد فرما، اور جو اس دین کی مدد نہ کریں، ان کی تو بھی کوئی مدد نہ فرما)

حضرت مولانا نے اس پر تین بار بآوازِ بلند ایک خاص درد کے ساتھ فرمایا:

"اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنھُمْ، اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنھُمْ، اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنھُمْ"

پھر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بھائیو ! اس دعاء پر غور کرو اور اس کا وزن سمجھو، یہ وہ دعاء اور بددعاء ہے، جس کو قریباً ہر زمانہ میں اللہ کے خاص بندے کرتے چلے آئے ہیں، یہ بڑی بھاری دعاء ہے، اس میں دین کی مدد کرنے والوں اور اس راہ میں جدّ وجہد کرنے والوں کے لئے رحمت ونصرت کی دعاء ہے، لیکن دین کی مدد نہ کرنے والوں کے حق میں بڑی سنگین بددعاء ہے کہ خدا ان کو اپنی رحمت ونصرت سے محروم کردے...... اب ہر شخص اس دعاء کو اپنے اوپر منطبق کر کے دیکھے کہ وہ اس کی اچھی دعاء کا مصداق ہے، یا بددعاء کا نشانہ، یہ بھی خیال رہے کہ اپنی اپنی نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، اگرچہ اعلیٰ درجہ کی عبادتیں ہیں لیکن یہ دین کی نصرت کے کام نہیں ہیں، دین کی نصرت تو وہی ہے جس کو قرآن پاک اور اللہ کے رسول ﷺ نے "نصرت" بتلایا ہے، اور اس کا اصلی اور مقبول ترین طریقہ بھی وہی ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے رواج دیا...... اس وقت اس طریقہ اور اس رواج کو تازہ کرنے اور پھر سے اس کو جاری کرنے کی سعی کرنا ہی دین کی سب سے بڑی نصرت ہے، اللہ پاک ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۳۱ ملفوظ ۲۳)

38

کم درجہ کے اور جاہل لوگوں کو دیکھ کر اس کام کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے

فرمایا: علماء حق کو میرا یہ پیغام ادب واحترام کے ساتھ پہنچاؤ کہ آپ لوگوں کو میری اس تحریک کے متعلق جو حسن ظن یا کچھ توجہ ہوئی ہے تو وہ ان بے چارے اَن پڑھ میواتیوں کے بیان کرنے یا ان میں کچھ اصلاحی تغیر کے مشاہدہ سے ہوئی ہے، جو پہلے گوبر تک پوجتے تھے اور اس لئے اگلے مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے، (کیونکہ وہ تو خوبصورت مورتیوں اور چمکدار پتھروں ہی کو پوجا کرتے تھے) تو ایسے گرے ہوئے لوگوں کی خبر رسانی یا مشاہدہ سے کام کا صحیح اندازہ کیونکر ہوسکتا ہے، آپ جیسے حضرات اگر براہِ راست مجھ سے مل کر اس کام کو سمجھیں تو اصل قدر و قیمت معلوم ہو۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۴۳ ملفوظ ۱۶۳)

بعض موقعوں میں نوافل کے مقابلہ میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت زیادہ ہے

فرمایا: دین کی دعوت کا اہتمام میرے نزدیک اس وقت اتنا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک نیا آدمی آئے، اور واپس جانے لگے اور پھر اس کے ہاتھ آنے کی توقع نہ ہو، تو میرے نزدیک نماز کو درمیان میں توڑ کے اس سے دینی بات کر لینی چاہئے اور اس سے بات کر کے یا اس کو روک کے اپنی نماز پھر سے پڑھنی چاہئے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۶۹ ملفوظ ۲۰۹)

فرمایا: دعوت حق سے بڑا کوئی عمل نہیں، اگر موقع دعوت کا آجائے تو نفل نماز توڑ کر دعوت دیوے اور بعد میں اس کو ادا کر لیوے۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۹۲)

فائدہ: اس سے دعوت وتبلیغ کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ ہوتا ہے، خود حق تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ" (پ ٢٤)

(اس سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے)

دعوت وتبلیغ کی یہ اہمیت اسی وقت ہے جبکہ یہ دعوت وتبلیغ اپنے تمام اصول وآداب اور حدود وقیود اور جملہ شرائط کے ساتھ ہو جس کو علماء نے تفصیل سے بیان کیا ہے، اور یہ دعوت وتبلیغ عام ہے فضائل کی دعوت کو بھی اور مسائل کی دعوت کو بھی، معروفات کی تبلیغ کو بھی اور منکرات کی اصلاح کو بھی، مسائل کے پڑھنے پڑھانے کو بھی، فتویٰ دینے اور فیصلہ کرنے کو بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھلانا ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک عالم دین فقیہ جو صرف فرائض پڑھتا ہے، پھر پڑھنے پڑھانے اور مسائل کے سکھلانے میں مشغول ہو جاتا ہے، دوسرا شخص عبادات ونوافل میں مشغول رہتا ہے، دن بھر روزہ رکھتا ہے رات بھر نوافل میں مشغول رہتا ہے ان میں کون شخص افضل ہے؟ آپ نے اس عابد کے مقابلہ میں عالم اور معلّم کو افضل ترین قرار دیا، اور فرمایا کہ اس عالم کی فضیلت اس عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم ص ٣٤)

اگر کوئی ایسا موقع آجائے کہ یا تو نوافل میں مشغول ہو، یا تعلیم وتعلّم اور دعوت وتبلیغ میں تو نوافل کے مقابلہ میں تبلیغ وتعلیم کو ترجیح ہوگی، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص نفل میں مشغول ہے، اور دعوت کا کوئی موقع ایسا آگیا کہ اگر ابھی موقع سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو بعد میں یہ موقع ہاتھ نہ آئیگا، اور اس دعوت کے نتیجہ میں مخاطب کے ہدایت پر آجانے کا ظن غالب بھی ہو تو ایسی صورت میں نفل نماز توڑ کر پہلے تبلیغ کر دینا چاہئے اور نفل کی قضاء بعد میں کرنا چاہئے، یہی مطلب ہے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے مذکورہ فرمان کا، یہ مطلب نہیں کہ علی الاطلاق دعوت وتبلیغ کی وجہ سے مخاطب کو اپنی بات سنانے کے لئے نفل نماز توڑ دی جایا کرے، یہ تو آیت

"لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" کے خلاف ہوگا، نیز حق تعالیٰ کے ساتھ مناجات اورنوافل کی حرمت کے بھی خلاف ہوگا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے بھی ایسا منقول نہیں کہ وہ نفل نماز توڑ کر دعوت دیا کرتے ہوں، البتہ خاص حالت میں جبکہ کسی گمراہ شخص کی ہدایت کا ظن غالب ہو اور خطرہ ہو کہ اگر یہ موقع نکل گیا تو آئندہ نہ ملے گا، ایسی صورت میں دلائل شرعیہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نفل نماز توڑ کر پہلے دعوت کا کام کرے۔ فافہم

مستورات اور خواتینِ امت کو نصیحت

فرمایا: میں مستورات سے کہتا ہوں کہ دینی کام میں تم اپنے گھر والوں کی مددگار بن جاؤ، انہیں اطمینان کے ساتھ دین کے کاموں میں لگنے کا موقع دے دو، اور گھریلو کاموں کا ان کا بوجھ ہلکا کردو، تاکہ وہ بے فکر ہوکر دین کا کام کریں، اگر مستورات ایسا نہ کریں گی تو "حبالة الشيطان" (یعنی شیطان عورتوں کے ذریعہ لوگوں کو جال اور پھندے میں پھانس کے دین کی راہ سے روکتا ہے اس کا مصداق) ہوجائیں گی، یہ مضمون ایک حدیث کا ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص: ۱۲۵ ملفوظ نمبر ۱۵۰)

بیٹی کو نصیحت

حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے اپنی بیٹی کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا:

میری بی بی! اگر تو سلیقہ دار بیٹی ہے تو دین کی اور آخرت کے کاموں کے اندر اچھی طرح جی لگانے اور ان کاموں کے ساتھ الفت اور محبت پیدا کرنے کی کوشش میں کمی نہیں کرے گی، جیسے نماز، قرآن، درود، تسبیح اور غریبوں سے محبت دلداری اور خدمت گزاری اور خوش کلامی، شیریں زبانی اور دنیا کی زندگی سے جی نہ لگائے گی، اور اس کی تکلیف اور راحت کی پروانہ کرے گی۔ فقط والسلام

(مکتوب بنام صاحب زادی ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء، مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۲۰)

باب ۳

جہاد کی تشریح اور اس کے مختلف اقسام

تبلیغی کام بھی جہاد کی ایک قسم ہے لیکن قتال سے کمتر ہے

فرمایا: یہ سفر (یعنی دعوت وتبلیغ کا سفر) غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے، اور اس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے، یہ اگرچہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا ایک فرد ضرور ہے، جو بعض حیثیات سے اگرچہ قتال سے کمتر ہے لیکن بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے، مثلاً قتال میں شفاء غیظ اور اطفاء شعلہ غضب کی صورت بھی ہے اور یہاں اللہ کے لئے صرف کظم غیظ (یعنی غصہ کو پینا) ہے اور اس کے دین کے لئے لوگوں کے قدموں میں پڑ کے اور ان کی منتیں خوشامدیں کر کے بس ذلیل ہونا ہے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۷۸ ملفوظ ۹۳)

فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جدّ وجُہد کرنا ہے، یعنی اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور دین کے خاطر کوئی کوشش کرنے کا نام جہاد ہے جس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، اور زمانہ وحالات کے لحاظ سے صورتیں بدل بھی سکتی ہیں، جہاد تلوار، نیزہ، تیر وکمان کے ذریعہ بھی ہوتا ہے، اور جہاد زبان وقلم سے بھی ہوتا ہے، اللہ کے دین کے لئے جو بھی کوششیں کی جائیں گی عمومی معنیٰ کے لحاظ سے سب جہاد کا مصداق بن سکتی ہیں، واعظین ومقررین کا اصلاحِ امت کے لئے تقریریں کرنا، مصنفین کا اپنے قلم سے اصلاحی مضامین لکھنا، اور تبلیغی جماعت والوں کا اپنے مقام پر رہ کر یا سفر میں نکل کر محنت کرنا سب جہاد کے دائرہ میں آتا ہے لیکن جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جو قتال کی صورت میں ہو، جس میں اپنی جان کو

قربان کرنا، گردن کٹانا خون بہانا ہوتا ہے، یہ جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ لوددت أن أقتل فی سبیل اللہ ثم أحییٰ ثم أُقتل، ثم أحییٰ ثم أُقتل، ثم أحییٰ ثم أُقتل" (بخاری، مسلم، مشکوۃ عن ابی ہریرۃ، ۳۲۹، کتاب الجہاد)

ترجمہ: قسم اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

جہاد کی یہ ایسی اعلیٰ قسم ہے کہ ہر جگہ اس کے کرنے کی اجازت بھی نہیں جب تک کہ اس کے شرائط نہ پائے جائیں، فقہاء نے ان شرائط کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ جہاد بمعنی قتال اگر چہ سب سے افضل ہے، لیکن بعض لحاظ سے دعوت وتبلیغ کی یہ جدوجہد بھی جہاد کے مشابہ بلکہ بعض خصوصیات کے لحاظ سے اس سے بھی اہم ہے، کیونکہ قتال میں تو غصہ اور جوش میں آکر دشمن کو قتل کر دینے سے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، (اگر چہ صبر کرنے، تکلیف سہنے، محنتِ شاقّہ برداشت کرنے اور خلاف طبع باتوں پر غصہ پینے اور صبر کرنے کے مواقع یہاں بھی بکثرت آتے ہیں، اور دعوت وتبلیغ میں غصہ ٹھنڈا کرنے کے مواقع کم اور صبر کرنے اور غصہ کو پی جانے کے مواقع کثرت سے آتے ہیں) نیز اس میں تواضع وتذلل کی شان بھی غالب ہوتی ہے، اس لئے اس خصوصیت کے لحاظ سے دعوت وتبلیغ کا یہ کام جہاد بالسیف بمعنی قتال سے بھی اہم ہے، لیکن ان سب کے باوجود جہاد بالسیف کے جو فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں، جہاد کے دوسرے اقسام کے وہ فضائل نہیں، اسی وجہ سے اس جہاد کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں بار بار قتل کیا جاؤں، جہاد کی کوئی بھی قسم اس قسم کے برابر نہیں ہوسکتی اور جہاد کی اس اعلیٰ قسم ہی کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا،

حضرت مہدی وعیسیٰ علیہما السلام بھی آکر یہ جہاد کریں گے، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اخیر عمر تک یہ جہاد فرمایا، اس لئے جہاد کی اس قسم کی اہمیت وفضیلت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، رہ گئی وہ خصوصیت جس کی طرف مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اشارہ فرمایا وہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس کام میں نکل کر واقعۃً صبر کرنے اور غصہ کو پی جانے کی شان زیادہ پائی جاتی ہے، لیکن یہ جزئی فضیلت ہے، جزئی فضیلت وخصوصیت کی وجہ سے کلی فضیلت نہیں ہوسکتی، مثلاً نماز اذان سے افضل ہے، حالانکہ حدیث پاک میں اذان کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ اس کی آواز سے شیطان دور بھاگتا ہے، نماز سے نہیں بھاگتا، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے، حالانکہ اذان نماز سے افضل نہیں بلکہ نماز ہی اذان سے افضل ہے، لیکن ایسا ممکن ہے کہ غیر افضل میں وہ خصوصیت پائی جائے جو افضل میں نہ پائی جائے جیسے بعض اذکار مثلاً بارہ تسبیحات جو اکابر کے یہاں معمولات میں داخل ہیں اگر چہ شرعی دلائل سے ثابت اور مشروع ہیں، لیکن حضور ﷺ سے اس کیفیت سے مأثور ومنقول نہیں، لیکن بعض خصوصیات مثلاً دلجمعی ویکسوئی کا حاصل ہونا، دل میں ایک خاص کیفیت اور رقّت کا پیدا ہونا وغیرہ ان مروّجہ اذکار وتسبیحات میں جس نوعیت سے پائی جاتی ہیں، وہ دوسرے اذکار ماثورۃ میں نہیں پائی جاتیں، لیکن محض اس کی وجہ سے بارہ تسبیحات کو اذکارِ مسنونہ سے افضل نہیں کہا جاسکتا، افضلیت تو اذکارِ ماثورہ ہی کو حاصل ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی ان اذکار کی اہمیت وضرورت کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، اسی وجہ سے مشائخ صوفیا نے اس کو اختیار کیا ہوا ہے، واللہ اعلم۔

الغرض جزئی فضیلت سے کلی فضیلت نہیں ہوا کرتی، حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھ کر شیطان بھاگتا تھا، صدیق اکبر کو دیکھ کر نہیں، لیکن اس کے باوجود افضل صدیقِ اکبر ہی ہیں، اسی طریقہ سے دعوت وتبلیغ کا یہ کام صبر وحلم اور تواضع وتذلل میں جہاد کی دوسری قسموں سے بعض موقعوں میں اگر چہ فائق ہوسکتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے اس کام کو جہاد کی دوسری قسموں سے افضل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

تبلیغی کام بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے

فرمایا: وہ مضمون یعنی مضمونِ تبلیغ بعنوانِ دیگر اس خاص طریق کے ساتھ اشاعتِ اسلام کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ضروری اور لازمی فریضہ ہے، جس کی طرف مسلمانوں کو توجہ کرنی فرض اور لازمی ہے، اور جو بے شک وشبہ دیگر طریقۂ مروجہ کی نسبت اصل طریقۂ نبوی کے زیادہ اشبہ واقرب ہے۔ (مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۹۴)

فائدہ: حضرتؒ نے نہایت ضروری اور اہم مضمون ارشاد فرمایا ہے، وہ یہ کہ اشاعتِ اسلام کی غرض سے جہاد فی سبیل اللہ جو ایک لازمی فریضہ ہے، مسلمانوں کو اس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش کرنا چاہئے، اشاعتِ اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ شریعت کی ایک اصطلاح ہے، جس کے مختلف درجات اور مختلف احکام ہیں، جہاد کا سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہے جس کو قتال فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے، یہی وہ جہاد ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو جو دس وصیتیں فرمائیں تھیں ان میں چھٹویں وصیت یہ فرمائی:

”وإياک والفرار من الزحف وان هلک الناس وان اصاب الناس موتانٌ وانت فيهم فاثبت.“ (مسند احمد)

یعنی لڑائی میں بھاگنا نہیں ڈٹے اور جمے رہنا، اگر چہ سب ساتھی مرجائیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی کتاب میں اس کو نقل فرمایا ہے۔ (فضائلِ نماز ص ۲۶ فصل ۲ حدیث ۳)

جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم یہی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی، لیکن اس جہاد کی بہت سی شرطیں ہیں، شرطوں کے پائے بغیر یہ جہاد کرنا جائز نہیں، مثلاً مسلمانوں کا ایسا امیر ہونا جس کو قدرت اور غلبہ حاصل ہو، جس کی قوت مجتمع ہو، فوج اور لشکر ہو وغیر ذلک، البتہ جہاد کی اس اعلیٰ قسم کے علاوہ دوسری بہت سی قسمیں اور بھی ہیں، اعلائے کلمۃ اللہ کے خاطر جو بھی کوششیں کی جائیں گی وہ سب جہاد کے دائرہ میں آئیں گی مثلاً معروفات کو پھیلانے اور

منکرات کو روکنے کی جد وجہد کرنا خواہ انفراداً ہو یا اجتماعاً، یعنی کسی جماعت کی شکل میں ہو یا جلسوں اور جمعہ کے دن مساجد میں تقریروں کی شکل میں، یہ سب بھی انواع جہاد ہیں، اس لحاظ سے یہ مروجہ دعوت وتبلیغ کا کام بھی بلاشبہ جہاد کی ایک قسم ہے تصنیف وتالیف اور تدریس جو اعلائے کلمۃ اللہ اور حفاظتِ دین کی غرض سے ہو وہ بھی انواعِ جہاد میں شامل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ"

(رواہ ابوداؤد، مشکوۃ شریف، ص ۳۲۳، عن انس)

یعنی مشرکین سے جہاد اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ذریعہ کرو، اس میں جہاد کی مختلف قسموں کا ذکر ہے، ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں اور شارحِ بخاری حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور علامہ خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود شرح ابو داؤد کی کتاب الجہاد کے شروع میں جہاد کے مختلف اقسام وانواع کا ذکر کیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہاں درج کر دیا جائے۔

جہاد کے متعلق علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کا کلام

علامہ ابن قیمؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور جہاد کی جملہ انواع کو آپ نے اختیار کر رکھا تھا، آپ کی زندگی کے جملہ اوقات جہاد بالقلب، جہاد باللسان، جہاد بالید یعنی قلب، زبان اور ہاتھ سے جہاد کرنے کے لئے وقف تھے، آپ نے قلب اور دیگر اعضاء سے بھی جہاد کیا، آپ نے دعوت وبیان، سیف وسنان (یعنی دعوت وتبلیغ اور تقریر وخطابت نیزوں اور تلواروں) سے بھی جہاد کیا، کفار سے بھی، منافقین سے بھی، اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا" وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا"

اے نبی! آپ کفار کی اطاعت نہ کیجئے، اور اس قرآن کے ذریعہ ان کافروں سے پوری قوت سے جہاد کیجئے۔ (سورۂ فرقان)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ مکّی سورۃ ہے جبکہ جہاد کا یعنی قتال کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس آیت میں حکم دیا گیا کہ کفار سے تبلیغِ قرآن، اور حجت وبیان کے ذریعہ جہاد کیجئے، اسی طرح منافقین سے بھی جہاد کا حکم دیا گیا:

"یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ." (سورہ التوبہ، پ۱۰)

اے نبی! کفار ومنافقین سے جہاد کیجئے، اور ان پر سختی کیجئے۔

علامہ ابن قیمؒ نے تفصیلی بحث کرنے کے بعد اخیر میں جہاد کے مراتب اور اس کے انواع ذکر فرمائے ہیں، اور اسی کے قریب قریب حافظ ابن حجرؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بھی تفصیل ذکر فرمائی ہے، ان سب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جہاد کے اقسام

علامہ ابن قیم اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بنیادی طور پر جہاد کی چار قسمیں ہیں:

(۱) نفس سے جہاد کرنا (۲) شیطان سے جہاد کرنا (۳) کفار سے جہاد کرنا (۴) فسّاق اور اہلِ بدعت سے جہاد کرنا۔

پھر ان چاروں قسموں میں ہر ایک کی مختلف صورتیں اور قسمیں ہیں، نفس سے جہاد کرنے کا حدیثِ پاک میں بھی حکم دیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المجاهد من جاهد نفسهٗ." مجاہد تو وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

۱ جہاد کی پہلی قسم جہاد بالنفس اور اس کی چار قسمیں

علامہ ابن قیّمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق نفس سے جہاد کی چار

صورتیں ہیں۔

(۱) (تعلّمِ دین) یعنی علم دین حاصل کرنا، دینِ حق اور صراطِ مستقیم معلوم کرنا، جس کے بغیر آدمی کامیابی اور سعادت کی منزلیں نہیں طے کرسکتا۔

(۲) دوسرے علم دین حاصل کرنے کے بعد اس کے مطابق عمل کرنا، ورنہ محض علم بلا عمل تو اس کے لئے بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔

(۳) علم وعمل کے بعد دوسروں کو انہیں باتوں کو سکھلانا اور دعوت دینا، ناواقفوں کو بتلانا، سمجھانا ورنہ کتمانِ علم اور کتمانِ حق کے گناہ کے وبال میں گرفتار ہوگا۔

(۴) جہادِ نفس کی ان تینوں قسموں کو حاصل کرنے میں آدمی کو جو مشقت حاصل ہو خصوصاً دعوت وتبلیغ اور تعلیمِ دین کے سلسلہ میں جن مشقتوں اور ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑے ان کو برداشت کرنا یہ بھی جہاد ہے، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں جو جہاد نفس کی ان چاروں صورتوں کو اختیار کرے گا اس کا شمار ربّانیین میں سے ہوگا، سلفِ صالحین ان چاروں کے جامع ہوتے تھے۔

۲ جہاد کی دوسری قسم شیطان سے جہاد کرنا

علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: شیطان سے جہاد کرنے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ پورے دین وشریعت اور صراطِ مستقیم کی حفاظت کرنا اور اس سلسلہ میں جس نوع کے بھی شکوک وشبہات اور اعتراضات کئے جائیں وہ سب شیطانی ہیں، ان سب کا جواب دینا، قلع قمع کرنا، ان شبہات کو دور کرنا یہ شیطان سے جہاد کرنا ہے، خواہ کسی شکل میں ہو۔

(۲) شیطان سے جہاد کی دوسری قسم یہ ہے کہ شہوات یعنی خواہشاتِ نفس کے قبیل کی جتنی غلط چیزوں کو شیطان نے مزیّن کرکے پیش کیا ہے (خواہ وہ دینی رنگ میں ہوں جیسے

بدعات وغیرہ یا خواہشِ نفسانی کے رنگ میں) ان سب سے متاثر نہ ہونا، اوران میں مشغول نہ ہونا، ان کی پیروی نہ کرنا بلکہ ان سب کو مغلوب کرنا اوران کے ازالہ کی کوشش کرنا، یہ شیطان سے جہاد کی دوسری قسم ہے۔

۳ جہاد کی تیسری قسم کافروں سے جہاد کرنا

علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کفار سے بھی جہاد کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) **جہاد بالقلب**: یعنی کافروں سے قلب کے ذریعہ جہاد کرنا مطلب یہ کہ طاقت اور قوت نہ ہونے کی صورت میں ان کے کفریہ وشرکیہ اقوال واعمال کو دل سے بُرا سمجھنا، اور اگر اللہ نے باطنی وروحانی قوت کسی کو بخشی ہو جس سے وہ کفر وشرک کو مغلوب کرسکتا ہو تو اس قوت کے ذریعہ کفر وشرک کو مغلوب کرنے کی کوشش کرنا، یہ جہاد بالقلب ہے۔

(۲) **جہاد باللسان**: کافروں سے زبان کے ذریعہ جہاد کرنے کا مطلب واضح ہے کہ قوتِ بیانیہ یعنی تقریر وتحریر کے ذریعہ کفر وشرک کو باطل کرنا، اور توحید ورسالت اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا، دینِ اسلام کے محاسن اور خوبیوں کو بیان کرنا اور کفر وشرک کی قباحتوں وخباثتوں کو بیان کرنا، یہ کافروں سے جہاد کی دوسری قسم ہے۔

(۳) **جہاد بالمال**: یعنی کافروں سے مال کے ذریعہ جہاد کرنا، مطلب یہ ہے کہ کفر وشرک ختم کرنے اور توحید ورسالت کو ثابت کرنے میں اگر مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئے مثلاً جلسوں اور پروگراموں میں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو، یا کافروں تک حق پیغام پہنچانے اور باطل کی تردید کے لئے رسائل وجرائد کی اشاعت اور دیگر ذرائع ابلاغ اختیار کرنے کی ضرورت ہو تو اس میں مال خرچ کرنا یہ جہاد بالمال ہے۔

(۴) **جہاد بالسیف**: کافروں سے جہاد کی چوتھی قسم ہے اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنا، یعنی اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اسلام کو پھیلانے اور کلمہ کی دعوت کو عام کرنے

میں جو باطل طاقتیں رکاوٹ اور روڑہ بنیں ان رُکاوٹوں کو دور کرنا، تا کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو کر رہے، اس کے خاطر اگر جان قربان کرنے کی ضرورت پیش آئے تو جان قربان کر دینا یعنی کافروں سے قتال کرنا، یہ جہاد بالسیف ہے، البتہ اس جہاد کے لئے بہت سی شرطیں ہیں مثلاً امیر المؤمنین کا ہونا، قوتِ قاہرہ حاصل ہونا، قوت کا مجتمع ہونا، غلبہ حاصل ہونے کا ظن غالب ہونا وغیرہ، شرطوں کے پائے بغیر یہ جہاد جائز نہیں۔

﴿۴﴾ جہاد کی چوتھی قسم فاسقوں، فاجروں اور اہل بدعت سے جہاد کرنا

علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی تصریح کے مطابق جہاد کی چوتھی قسم فسّاق وفُجّار اور اہلِ بدعت وہویٰ اور اہلِ ظلم سے جہاد کرنا ہے، اس کی بھی تین قسمیں ہیں، بالید، باللسان، بالقلب۔

جس کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (رواہ مسلم والترمذی)

ترجمہ: جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اپنے ہاتھ سے اس کی اصلاح کر دے، اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر نکیر کر دے، اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

(۱) **پہلی قسم جہاد بالید**: کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ نے قدرت وطاقت اور حکومت دی ہے تو اپنے ماتحتوں اور زیرِ اثر لوگوں میں اپنی قدرت وطاقت کے ذریعہ فسق وفجور اور ظلم وجور اور بدعات کو ختم کر دے، اپنی طاقت کے ذریعہ اس کو مٹا دینا، یہی جہاد بالید ہے۔

(۲) **دوسری قسم جہاد باللسان** : کامطلب یہ ہے کہ فاسقوں، فاجروں، ظالم حاکموں اور اہل بدعت سے جہاد بالید کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں اپنی زبان سے اپنی تقریر وتحریر کے ذریعہ اصلاح کی ممکن کوشش کرنا، فسق وفجور اور بدعت کی خرابی بیان کرنا، ظلم وزیادتی کے مفاسد اور عدل واحسان کے محاسن بیان کرنا، یہ جہاد باللسان ہے، خواہ تقریر وتحریر کے ذریعہ یا دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ، کیونکہ تحریر ودیگر ذرائع ابلاغ تقریر ولسان کے قائم مقام ہے۔

(۳) **تیسری قسم جہاد بالقلب** : اس کامطلب یہ ہے کہ اگر زبان سے کہنے کی بھی قدرت نہ ہو یاتو اس بنا پر کہ صلاحیت واستعداد نہیں، یا اس بنا پر کہ زبان سے کہنے میں بھی ایسے فتنہ وفساد کا اور ایسے حالات کا خطرہ ہے جس کا اس سے تحمل نہ ہوسکے گا ایسے ضعف کی حالت میں صرف دل سے جہاد کرے، یعنی دل سے اس کو برا سمجھے، یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے، جہاد کی یہ کُل تیرہ قسمیں ہوئیں:

(۱) نفس سے جہاد کی چار قسمیں (۲) شیطان سے جہاد کی دو قسمیں (۳) کافروں سے جہاد کی چار قسمیں (۴) فاسقوں اور اہلِ بدعت سے جہاد کی تین قسمیں۔

یہ ساری تفصیل علامہ ابن قیمؒ نے ''زادالمعاد'' میں **"فصل الجهاد اربع مراتب "** کے تحت اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور علامہ خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود شرح ابوداؤد میں **"کتاب الجهاد"** کے شروع میں تحریر فرمائی ہے۔ (بذل المجہود ص۴۰۰ ج۳ ہندیہ)

اس پوری تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے آسانی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ دینی مدارس میں تعلیم وتدریس اور علماء کے اصلاحی بیانات اور مروّجہ دعوت وتبلیغ بھی جہاد کی پہلی یا چوتھی قسم میں شامل ہیں، علامہ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی مختصر عبارت درج ذیل ہے:

قال ابن القيّم اذا عرف هذا فالجهاد أربع مراتب: جهاد النفس، جهاد الشيطان وجهاد الكفار وجهاد المنافقين...... الخ (زادالمعاد ص۳۹ ج۲)

كان رسول الله ﷺ في الذروة العليا فاستولىٰ علىٰ أنواعه كلها، فجاهد في الله حق جهاده بالقلب والجنان والدعوة والبيان والسيف والسِنان، وكانت ساعاته موقوفة علىٰ الجهاد بقلبه ولسانه ويده.

(زادالمعاد ص۳۸ ج۲)

قال الحافظ: الجهاد شرعاً بذل الجهد في قتال الكفار وأطلق ايضاً على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فأما مجاهد ة النفس فعلىٰ تعلّم الدين، ثم على العمل بها ثم على تعليمها، وأما مجاهدة الشيطان فعلىٰ دفع مايأتى به من الشبهات وما يزينه من الشهوات ، وأما مجاهدة الكفار فتقع باليدو المال واللسان والقلب، وأما مجاهدة الفساق فباليد ثم اللسان ثم القلب.

(فتح الباری شرح بخاری کتاب الجہاد ص۳، ج۶، بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۴۰۰، ج۳)

مروّجہ دعوت وتبلیغ کا طریقہ طریقۂ نبوت کے زیادہ مشابہ ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمارہے ہیں جہاد فی سبیل اللہ کی یہ صورت جس میں اعلائے کلمۃ اللہ کی محنت، گشت وملاقات اور چلت پھرت کے ذریعہ ہو، یہ طریقہ طریقۂ نبوت کے زیادہ مشابہ اور قریب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد صحابۂ کرام نے گشت اور سفر کرکے دعوت وتبلیغ کا کام کیا ہے، اس لئے کام کی یہ نوعیت رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے زیادہ قریب اور مشابہ ہے، اس میں برکت بھی ان شاء اللہ زیادہ ہوگی، اسلئے تمام اہلِ علم اور واعظین ومقررین کو بھی چاہئے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے گشت وسفر اور شدِّ رحال کا بھی اہتمام کریں، اور الحمد للہ ہمارے اکابر برابر کرتے چلے آرہے ہیں، اسی طرح تبلیغی احباب بھی الحمد للہ سفر کے بعد گشت کے ذریعہ لوگوں میں حق بات پہونچاتے ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمارہے ہیں کہ یہ طریقہ دوسرے طریقوں کے مقابلہ میں زیادہ نافع اور باعثِ برکت ہے۔

دوسرے طریقے مثلاً (جس زمانہ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے یہ بات فرمائی تھی) اس وقت ریڈیو بھی ذرائعِ تبلیغ میں تھا، جیسے آج کل ٹی وی چینل، انٹرنیٹ، موبائل، فیس بک وغیرہ سبھی ذرائع تبلیغ بن سکتے ہیں، اور بن رہے ہیں خواہ خیر کی تبلیغ ہو یا شر کی۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمارہے ہیں ذرائعِ تبلیغ اگرچہ بہت ہو سکتے ہیں، اور ہیں لیکن یہ طریقۂ تبلیغ نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے زیادہ مشابہ وموافق ہے، جس میں خود چل کر یا بذریعۂ گشت بالمشافہہ یعنی منھ درمنھ حق بات کہی جاتی اور سنائی جاتی ہے۔

تحریر وتصنیف اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تبلیغ کرنے کی ضرورت

البتہ اس کے ساتھ دوسرے موقعوں میں حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اب بذریعہ تحریر یعنی تصنیف وتالیف کے ذریعہ بھی تبلیغ کی جائے، چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ تحریر کے ذریعہ بھی دعوت دینی چاہئے۔"

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۱۵ ملفوظ نمبر ۱۳۹)

اور آج کل دوسرے جدید ذرائع تبلیغ بھی اسی تحریر وتقریر کے قائم مقام ہیں اس لئے ان کا بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ تبلیغ کے بعض انواع ایسے ہیں کہ ان کی تبلیغ تصنیف وتحریر کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے نیز آج کل جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ منکرات ومحرّمات اور فحش کی تبلیغ واشاعت جس طرح بکثرت ہورہی ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں حدودِ جواز میں رہتے ہوئے انہیں ذرائعِ ابلاغ کے واسطے سے اسی نوعیت کی خیر کی بھی تبلیغ کی جائے، کیونکہ امت کے ایک بڑے طبقہ تک انہیں ذرائع ابلاغ کے واسطہ ہی سے خیر کی بات پہنچائی

جاسکتی ہے لہٰذا ایسے وسائل کو اختیار کرنا بھی ضروری ہوگا، چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور دیگر اکابر نے اپنے اپنے زمانہ میں تبلیغِ حق کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال فرمایا ہے، حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کا درسِ قرآن اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی اصلاحی تقریروں کا ریڈیو کے ذریعہ نشر ہونا معروف ومشہور ہے۔

غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ

حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے اپنے مذکورہ ارشاد میں ''اشاعتِ اسلام'' کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے، اس کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے، عربی زبان میں متکلمین ومحدثین کی اصطلاح میں اسلام وایمان میں اگرچہ واقعی فرق ہے، لیکن اردو محاورہ اور ہمارے عرف میں اسلام کی تبلیغ اور اشاعتِ اسلام سے مراد عموماً غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ کرنا ہی مراد ہوتا ہے، نیز خود قرآن وحدیث میں بھی متعدد موقعوں میں لفظ اسلام کافروں کی تبلیغ کے لئے استعمال ہوا ہے، چنانچہ بخاری شریف کی حدیثِ ھرقل میں ''أَسْلِمْ تَسلَمْ'' کا لفظ آیا ہے، نیز مسلم شریف کی ایک روایت میں یہودیوں سے آپ نے فرمایا: اَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا، نیز قرآن پاک میں ہے:

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. (سورہ ذٰریٰت، پ۲۷)

یہاں پر آیت وحدیث میں لفظِ ''اسلام'' سے ایمان ہی مراد ہے۔

الغرض حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ سے غافل نہ تھے، مختلف موقعوں میں آپ نے اس کی طرف بھی لوگوں کو توجہ دلائی ہے، اور اپنے عزم مصمم کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے، نیز غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

غیر قوموں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اپنوں کے ساتھ کرتے ہو تا کہ وہ اسلام میں داخل

ہوں، اس کو بھی نمبر میں (یعنی تبلیغی چھ نمبر میں) داخل کرلو۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاسؒ ص ۵۹)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

”میوات کے اندر تین چیزیں اہم ہیں: مدارس، خانقاہیں، غیر مسلم میں اسلام پیش کرنا“

نیز ارشاد فرماتے ہیں: ”میوات میں حسبِ ذیل نمبروں کا اضافہ اور ہوگیا ہے زکوٰۃ، علمِ فرائض غیر مسلموں میں تبلیغ“۔ (ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاسؒ ص ۸۲،۸۳)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے بھی فضائلِ تبلیغ ،ملحقہ فضائل اعمال میں اس کی اہمیت وضرورت کو تحریر فرمایا ہے، موقع کی مناسبت سے فضائلِ تبلیغ کا وہ حصہ جس میں غیر مسلموں کو دعوت دینے کے لئے ایک مستعد جماعت کا وجود ضروری قرار دیا ہے، اس حصہ کو فضائل تبلیغ سے نقل کیا جاتا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ یہ بھی ہمارا کام ہے، ہم کو اس سے غافل نہ ہونا چاہئے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران، پ۴، ع۲)

ترجمہ: اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے، اور برے کاموں سے روکا کرے، اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

حق سبحانہٗ وتقدّس نے اس آیت شریفہ میں ایک اہم مضمون کا حکم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ امّت میں سے ایک جماعت اس کام کے لئے مخصوص ہو کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو تبلیغ کیا کرے یہ حکم مسلمانوں کے لئے تھا مگر افسوس کہ اس اصل کو ہم لوگوں نے بالکلّیہ ترک کردیا ہے اور دوسری قوموں نے نہایت اہتمام سے پکڑ لیا ہے، نصاریٰ کی مستقل جماعتیں دنیا میں تبلیغ کے لئے مخصوص ہیں اور اسی طرح دوسری اقوام میں اس کے لئے مخصوص کارکن موجود

ہیں، لیکن کیا مسلمانوں میں بھی کوئی جماعت ایسی ہے؟ اس کا جواب نفی میں نہیں تو اِثبات میں بھی مشکل ہے، اگر کوئی جماعت یا کوئی فرد اس کے لئے اُٹھتا بھی ہے تو اس وجہ سے کہ بجائے اعانت کے اس پر اعتراضات کی اس قدر بھر مار ہوتی ہے کہ وہ آج نہیں تو کل تھک کر بیٹھ جاتا ہے حالانکہ خیر خواہی کا مقتضا یہ تھا کہ اس کی مدد کی جاتی اور کوتاہیوں کی اصلاح کی جاتی، نہ یہ کہ خود کوئی کام نہ کیا جاوے اور کام کرنے والوں کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر ان کو کام کرنے سے گویا روک دیا جاوے۔" (فضائلِ تبلیغ ص ۸ آیت نمبر ۵ فضائل اعمال: ص ۶۰۱)

دین زندہ کرنے کی کوشش کرنا بھی جہاد ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

جان قربان ہو جائے، دین زندہ ہو جائے، یہ جہاد ہے۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۳۴)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت، اشاعت اور اس کی زندہ کرنے اور باقی رکھنے کی کوشش کرنا اور اس میں اپنی استطاعت کے مطابق مرمٹنا یعنی بھرپور کوشش کرنا یہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے، کیونکہ جہاد کی اصل حقیقت یہی ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ یعنی اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

پھر اس جہاد کے مختلف انواع ہیں: جہاد بالسیف، جہاد بالمال، جہاد باللسان، جہاد بالقرآن، جہاد بالقلم وغیرہ یعنی قلم اور زبان کے ذریعہ حق کی اشاعت کرنا، اس کے لئے مال خرچ کرنا یہ سب بھی جہاد کے دائرہ میں آتا ہے، ہر شخص کو اپنی علمی وعملی صلاحیت اور لیاقت واستطاعت کے مطابق دین کو زندہ رکھنے اور جہاد کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، علماء تقریر وتحریر کے ذریعہ، اساتذہ تعلیم وتدریس کے ذریعہ، دوسرے حضرات عام دعوت وتبلیغ کے ذریعہ۔

جہاد بھی فرائضِ اسلام میں سے ہے

فرمایا: جہاد بھی ارکانِ اسلام میں سے ہے، مگر عام طور سے پانچ ارکان کا ذکر ہوتا ہے، قتال جہاد کا آخری درجہ ہے، حقیقت میں جہاد دین کے اندر کی کوشش کا نام ہے اس کو تبلیغ کہتے ہیں۔ (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاسؒ ص ۷۷)

فرمایا: اسلام کی پانچ بنیادوں کے ساتھ جہاد بھی ہے، جہاد ارکان میں سے ہے، اور جنگ جس چیز کا نام ہے اس میں امام اور نظام شرط ہے۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۲۸)

فائدہ: اسلام کی بنیاد صرف پانچ چیزوں پر ہے، کلمۂ توحید وشہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جیسا کہ بخاری ومسلم شریف کی روایت میں آیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے فرائضِ اسلام ہیں ان میں جہاد بھی ہے، فرائضِ اسلام ہونے کی وجہ سے ان کو ارکانِ اسلام بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

لیکن اسلام کے حقیقی اور بنیادی ارکان صرف پانچ ہی ہیں، ان میں جہاد شامل نہیں ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: "**بنی الاسلام علیٰ خمس شهادة ان لا اله الا الله**......الخ (مسلم شریف، کتاب الایمان، حدیث ۱۱۴)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے عرض کیا گیا کہ آپ جہاد میں کیوں نہیں جاتے؟ اور آپ جہاد کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے اس کے جواب میں حدیث پڑھی: "بنی الاسلام علیٰ خمس الخ...... یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پانچ بنیادیں بتلائی ہیں ان میں جہاد نہیں ہے، اس لئے اس کو اپنے درجہ میں رکھو، اس کو بنیادی ارکان میں شامل نہ کرو، یہ مطلب نہیں کہ آپ جہاد کی اہمیت کے قائل نہیں تھے، پوری حدیث یہ ہے:

ان رجلاً قال لعبدالله بن عمر ألا تغزوا؟ فقال انی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

يقول ان الاسلام بنى على خمس شهادة ان لااله الاالله و اقام الصلوة ايتاء الزكوة وصيام رمضان، وحج البيت.

قال السندهیؒ: كان ابن عمر فهم ان السائل يرى الجهاد من اركان الاسلام فاجاب بما ذكر (مسلم شریف کتاب الایمان حدیث نمبر:۱۱۴، فتح الملہم ج۱ص۴۸۶)

بلاشبہ دعوت وتبلیغ بھی جہاد کے بعض انواع میں شامل ہے جیسا کہ ماقبل میں گذرا لیکن جہاد کے اعلیٰ فرد سے اس کا درجہ کم ہے، جب اس اعلیٰ جہاد کو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے نہیں قرار دیا جاسکتا تو اس سے کم درجہ کے انواعِ جہاد کو ارکانِ اسلام میں کیسے قرار دیا جاسکتا ہے، البتہ توسعاً ومجازاً فرائضِ اسلام یا واجباتِ اسلام وغیرہ کی توجیہ سے اس کو ارکانِ اسلام کہنے کی گنجائش ہوسکتی ہے، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بھی اسی مجازی معنیٰ کے اعتبار سے ہی فرمایا ہوگا، ورنہ حقیقی معنی کے لحاظ سے حضرت مولاناؒ کا یہ فرمان حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی مذکورہ حدیث کے خلاف ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی صرف پانچ بنیادوں ہی پر اکتفاء نہ کرو، پانچ بنیادوں کے ساتھ جہاد بھی اسلام کا عظیم الشان رکن یعنی فرض ہے، اس کی بھی اہمیت سمجھو۔

کم از کم اپنے عقیدہ میں اس کو فرض سمجھو، البتہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے کچھ شرائط ہیں، اگر شرائط پائے جائیں گے تو اس کا وجوب ہوگا ورنہ اس جہاد کی اجازت نہ ہوگی۔

اس سے مراد وہی جہاد ہے جو جنگ وقتال پر مشتمل ہو اس کے لئے قوتِ قاہرہ والا امام یعنی امیر المؤمنین ہونا شرط ہے ورنہ اس کی اجازت نہیں، البتہ دوسرے انواعِ جہاد کے لئے وہ شرائط ضروری نہیں جو قتال کے لئے ہیں، دعوت وتبلیغ اور مدرسوں میں تعلیم وتعلّم، علماء کے اصلاحی بیانات بھی اسی جہاد میں شامل ہیں۔

باب۴

دعوت وتبلیغ کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ

''تبلیغی جماعت''، جس کی بنیاد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ نے ڈالی تھی، اس سے حاصل ہونے والے دینی فوائد کا انکار نہیں کیا جاسکتا اس کام کی مقبولیت کی علامت یہ ہے کہ وقت کے تمام اکابر علماء ومشائخ خصوصاً دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ، مدرسہ قاسمیہ شاہی مرادآباد، مدرسہ امینیہ دہلی کے کبار علماء نیز سلسلہ نقشبندیہ وچشتیہ وقادریہ کے مشائخ نے بھی اس کام کی پوری تائید وحمایت کی، یہ کام ہمارے تمام اکابر کا قیمتی سرمایہ ہے، اس کام کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، ہم سب کی پوری کوشش اس بات کی ہونی چاہئے کہ ماضی قریب میں اب تک اس کام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اُمت کو دینی فائدے پہنچائے ہیں آئندہ بھی اس کی افادیت اسی طرح باقی رہے، اس کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے اکابر علماء ومشائخ اور اس کام سے جڑے ہوئے پرانے حضرات، خصوصیت کے ساتھ نہایت سنجیدگی سے اس کی طرف متوجہ ہوں اور غور وفکر سے کام لیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کی فکر

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جن اصولوں اور بنیادوں پر اس کام کو شروع کیا، اور اس کام سے حضرت مولانا محمد الیاسؒ جو چاہتے تھے، اس مقصد کی تکمیل کے لئے جن جن بعض کاموں کے کرنے کی آپ نے ہدایت فرمائی تھی ان باتوں کو ہمارے اکابر اور معتبر علماء نے نقل فرمایا ہے، ہمارے بہت سے کام کرنے والوں کے پیش نظر وہ باتیں نہیں ہیں، اس لئے ان کاموں کی طرف توجہ بھی نہیں، ذیل میں ہم حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی اسی نوع کی چند باتیں اپنے مخلصین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں جس

سے اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ ہونے میں مدد ملے گی اور یہ کام انشاء اللہ برابر ترقی کرتا رہے گا، اور مطلوبہ دینی فوائد بھی اس سے حاصل ہوتے رہیں گے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جس کو خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے مکاتیب میں تحریر فرمایا ہے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بھی اپنی کتاب میں اس کو نقل فرمایا ہے وہ یہ کہ:

''یہ کام محض ایک اُبال اور سطحی نہ رہے کہ جو دو چار صدیوں میں ختم ہو جائے''

(مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۸۲، مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص۲۳۵)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی دلی آرزو وتمنا یہ تھی کہ یہ کام صدیوں جاری رہے اور اس کام کے ذریعہ صدیوں تک اُمت کو دینی نفع پہنچتا رہے، ابھی تو پوری ایک صدی بھی نہیں گذری، اس لئے اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کام کو صدیوں تک کیسے لے کر چلنا ہے اس کے لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ہی بیان کردہ اس کام کے مقاصد اور اصول ومبادی اور طریقۂ کار کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا اور جن جن کاموں کے کرنے کی آپ نے ہدایات دی ہیں، مقصد کی تکمیل کے لئے اُن سب کو بھی پورا کرنا ضروری ہوگا، حضرتؒ کی اِسی نوع کی باتوں کو حضرتؒ ہی کے ملفوظات ومکتوبات سے چن چن کر جمع کیا ہے، تاکہ کام کرنے والوں کو آسانی ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے اور خیرِ کثیر کا ذریعہ بنائے، آمین یارب العالمین۔

زندگی کے تمام شعبوں میں پوری شریعت نافذ کرنا ہمارا اصل مقصد ہے

دوسری اہم ضروری بات یہ ہے کہ ہمارے کام کرنے والے تمام ساتھیوں کے ذہن میں یہ بات ضرور رہنی چاہئے کہ دین کے تمام شعبوں کو زندہ کرنا اور زندگی میں پوری

شریعت کو نافذ کرنا ہمارا اصل مقصد ہے، رہ گیا خروج وگشت وغیرہ تو یہ تو ہمارے کام کی ابتدا اور الف، با، تا ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرنا ہے جن کی کچھ تفصیل آگے آرہی ہے، خدانخواستہ انہی ابتدائی کاموں یعنی خروج وغیرہ ہی کو اصل مقصد سمجھ لیا اور وسائل کو مقاصد کا درجہ دیدیا تو یہ بڑے خطرے کی بات ہوگی کیوں کہ اس کا نتیجہ دین کے دوسرے شعبوں کی اہمیت نہ ہونا اور ان کی بے وقعتی ہونا ہے، اور یہ بڑے فتنہ کی بات ہوگی، چنانچہ ان دونوں باتوں کو حضرت مولانا الیاسؒ نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے:

''ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو جمیع ما جاء بہ النبی ﷺ سکھانا (یعنی پورے دین کو سکھانا اور زندہ کرنا) یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد، رہی یہ قافلوں کی چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ ونماز کی تلقین وتعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی ''الف، با، تا ہے'' (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ ص۳۲ ملفوظ نمبر ۲۴)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

''اور اگر کام (پورے طور پر) شروع نہ ہوا بلکہ اسی طرح رہا جس طرح پر اب تک ہے اور لوگوں نے اس کو منجملہ تحریکات کے ایک تحریک سمجھ لیا اور کام کرنے والے اس راہ میں بچل گئے تو جو فتنے صدیوں میں آتے وہ مہینوں میں آجائیں گے۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۴۳ ملفوظ نمبر ۳۸)

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرتؒ کے فرمان کے مطابق اس کام کے ذریعہ پورے دین کو اور دین کے تمام شعبوں کو زندہ کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ ہوسکے اور تمام فتنوں سے محفوظ بھی رہے اور ایسا نہ ہونے سے یہ کام کہیں خود فتنہ کا شکار نہ ہوجائے۔

اس کی کچھ مثالیں یعنی دین کے مختلف شعبوں میں بھی کام کرنے سے متعلق چند باتوں کی طرف خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے رہنمائی اور نشاندہی فرمائی ہے بطور

مثال کے صرف چند باتیں درج ذیل ہیں، کارکنان تبلیغ خصوصاً وہ علماء اور پرانے حضرات جواس کام سے جڑے ہوئے ہیں ان امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

شرعی طور پر تقسیمِ میراث کے عمل کو بھی زندہ کیجئے!

ہمارے مسلم معاشرے میں بھی بدقسمتی سے بہت سی غیر اسلامی رسومات رائج ہوگئی ہیں، بیاہ شادی کے موقع پر نیز خوشی وغمی کے موقع پر غیروں کی بہت سی رسمیں ہمارے معاشرے میں بکثرت پائی جاتی ہیں، جو دوسری قوموں کے اختلاط سے آگئی ہیں یا فخر وتکبر اور ریاونمود کی وجہ سے آگئی ہیں، اور توجہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ اس میں مبتلا نظر آتے ہیں جواس کام سے عرصہ سے لگے ہوئے ہیں، انہی فاسد رسومات میں سے کسی کے انتقال کے بعد اس کے وارثوں میں شرعی طور پر میراث کو تقسیم نہ کرنا بھی ہے، حالانکہ یہ اتنا ضروری کام ہے کہ اس کے بغیر یعنی شرعی میراث تقسیم کئے بغیر ہماری عبادتیں، ریاضتیں، مجاہدے قیامت کے دن کچھ بھی ہمارے کام نہ آئیں گے، بلکہ حق والوں کو حق کے بدلہ میں وہ عبادتیں دلوادی جائیں گی جیسا کہ حدیث پاک میں یہ مضمون تفصیل سے آیا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

اس لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے کارکنان تبلیغ اور دعوت وتبلیغ سے منسلک حضرات کو اس کام کی طرف خصوصی توجہ دلائی، اور یہاں تک فرمایا کہ ہمارے پرانے کام کرنے والے حضرات اس موضوع سے متعلق حدیثیں یاد کر کے جائیں اور لوگوں کو سنا کر میراث تقسیم کرنے کا لوگوں کا ذہن بنائیں چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

”میں چاہتا ہوں کہ اب میوات میں فرائض (یعنی تقسیم میراث کے شرعی طریقہ) کو زندہ کرنے اور رواج دینے کی طرف خاص توجہ کی جائے، اور اب جو تبلیغی وفود وہاں جائیں وہ فرائض کے باب میں (یعنی میراث کے سلسلہ کے) وعدوں اور وعیدوں کو خوب یاد کر کے جائیں۔ (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۰۵، ملفوظ نمبر ۱۲۶)

حضرتؒ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی تبلیغی جدوجہد کے ذریعہ شریعت کے اس شعبہ کو بھی زندہ کرنا چاہتے تھے اور اس کا طریقہ بھی آپ نے یہ بیان فرمایا کہ اس موضوع سے متعلق وعدے اور وعیدیں لوگوں کے سامنے بیان کی جائیں تاکہ لوگ اس کے مطابق عمل کریں اور شرعی طور پر میراث کی تقسیم کا عمل زندہ ہوجائے، کارکنان تبلیغ اور دعوت وتبلیغ سے منسلک حضرات کو اس کام کی طرف خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور چونکہ یہ علمی رنگ کا کام ہے، ہر شخص اس کام کو نہیں کرسکتا اہل علم ہی اس کے اہل ہیں اس لئے علماء سے ربط قائم کرکے تبلیغی پروگراموں میں ایسے بیان کرانے کا اہتمام کرانا چاہئے اور ہمارے تبلیغی بیانات میں یہ موضوع بھی اہتمام سے آنا چاہئے، نیز اس موضوع سے متعلق ترغیب وترہیب اور وعدوں ووعیدوں پر مشتمل رسائل مرتب کرکے ان کی تعلیم کا بھی اہتمام ہونا چاہئے، یہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایت ہے۔

ایک موقع پر نہایت حسرت کے ساتھ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا:

''ابھی تک میوات میں ترکہ کی تقسیم کے بارے میں بڑی کوتاہی ہے، شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کا رواج بہت کم ہوسکا ہے، ایسی ہی اور بھی بہت سی رسمیں ابھی رائج ہیں، مثلاً ابھی تک گوتھ میں شادی کرنے کا رواج نہیں ہوا ہے''۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۸۳، ملفوظ نمبر ۹۸)

اپنے معاملات ومعاشرت کو بھی شریعت کے مطابق کیجئے!

اسی طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تاکیدی ہدایت تھی اور مولانا اس کے بہت خواہشمند تھے کہ تمام تبلیغی کام کرنے والے حضرات اپنے حالات ومعاملات کو بھی درست کریں، ان کی تجارت لین دین بیع وشراء، ملازمت وغیرہ سب شرع کے مطابق ہو، صرف ایمان ویقین کی محنت اور نماز روزہ ہی کو کافی نہ سمجھیں بلکہ اپنے معاملات ومعاشرت اور کاروبار بھی شریعت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس

صاحبؒ بڑی قوت اورتاکید کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں:

’’زیادہ زور اس پر دیا جائے کہ قوم اپنی پنچایتیں اور اپنے سب کاروبار اور سب فیصلے شریعت کے موافق کرنے ہی کو اسلام سمجھیں، ورنہ اسلام نہایت ناقص ہے، بلکہ بسا اوقات احکام شرعیہ کی بے وقعتی اور بے رخی اور توہین کی بدولت اسلام جاتا رہتا ہے اور یقیناً کفر ہو جاتا ہے۔ (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۴۱)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے فرمان کے مطابق اس کام کے کرنے کا طریقہ آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

اپنے نزاعی معاملات ومقدمات شرعی پنچایت اور دارالافتاء ودارالقضاء سے حل کرائیے

اسی طرح حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایسے موقعوں میں جہاں تبلیغی کام کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہوں مثلاً مولانا کے وقت میں میوات کی صورت حال ایسی ہی بن چکی تھی، مولانا فرماتے تھے کہ ایسے علاقوں میں ایسا اجتماعی نظام بنایا جائے کہ ان کے عائلی ومعاشرتی مسائل، اور مسلمانوں کے آپسی اختلافات اور باہمی نزاعات کے فیصلے قرآن وحدیث کی روشنی میں کیے جائیں، مثلاً اسلامی عدالت، دارالقضاء اور شرعی پنچایت کا نظام قائم کیا جائے اور مستند ومعتبر علماء ومفتیوں سے یہ خدمت لی جائے، چنانچہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’میں اب میوات میں یہ بات پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے نزاعات کا فیصلہ اللہ ورسول سے تعلق رکھنے والوں سے (یعنی علماء سے) شریعت کے مطابق کرائیں اور ان کا جذبہ یہ ہو کہ اللہ ورسول سے تعلق رکھنے والوں کے فیصلہ سے اگر آدھا بھی مل جائے تو وہ سراسر رحمت اور برکت ہے، اور خلاف شریعت فیصلے کرنے والے سارا بھی دلوائیں تو وہ وبال اور بے برکت ہے۔ (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۰۷، ملفوظ نمبر ۱۳۰)

لوگوں میں مصالحت اور اتحاد واتفاق کرانے کی بھی کوشش کیجئے!

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے پیش نظر یہ بھی تھا کہ اگر کسی علاقہ یا کسی خاندان اور کسی معاشرے میں آپس میں اختلافات اور لڑائی جھگڑے قائم ہیں تو ہمارے تبلیغی احباب اور مخلصین کی جماعتیں جماعت کی شکل میں جا کر ان میں صلح وصفائی اور اتحاد واتفاق کرانے کی کوشش کریں کیوں کہ یہ بھی اہم کام ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو اہتمام سے کیا ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ملفوظات میں:

''کرنال'' (ایک موضع کا نام ہے اس) کے بارے میں فرمایا کہ (وہاں) جماعتیں جائیں اور نواب لوگوں میں مصالحت کرادیں......آپس میں مصالحتیں کراؤ اس طرح طاقتیں جمع ہوتی چلی جائیں گی۔ (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۲۴۳)

مدارس ومکاتب اور خانقاہوں کے قیام کی بھی فکر کیجئے

اسی طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ مدارس اور خانقاہوں کے قائم کرنے کی بھی ہدایت فرماتے تھے، اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کا بھی جذبہ رکھتے تھے اور ہدایت فرماتے تھے کہ غیر مسلموں کے ساتھ وہ حسن سلوک کرو کہ اسلام کا حسن دیکھ کر وہ خود اسلام میں داخل ہونے لگیں، موقع ملنے پر مناسب انداز میں ان کو اسلام کی دعوت بھی دے دیا کرو چنانچہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں:

''میوات کے اندر تین چیزیں اہم ہیں، مدارس، خانقاہیں، غیر مسلم میں اسلام پیش کرنا'' (ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ص۸۲)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میوات میں (یعنی جہاں تبلیغی کام مضبوط ہوگیا ہو وہاں) حسب ذیل نمبروں کا

اضافہ اور ہو گیا ہے، (۱) زکوٰۃ، (۲) علم فرائض (میراث کی تقسیم) (۳) غیر مسلموں میں تبلیغ (۴) مکتب (یعنی دینی مدرسے)

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۸۳)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

''غیر قوموں کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اپنوں کے ساتھ کرتے ہیں تا کہ وہ اسلام میں داخل ہوں، اس کو بھی نمبر میں (یعنی تبلیغی چھ نمبروں میں) داخل کرلو۔

(ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۵۹)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے مندرجہ بالا ارشادات سے اچھی طرح یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ حضرت مولاناؒ اپنی دعوت وتبلیغ سے جڑے ہوئے لوگوں سے اور اس میدان میں کام کرنے والوں سے کیا چاہتے تھے، اور کس قسم کے کاموں کے کرنے کی آپ نے ہدایت فرمائی تھی، مقصد سب کا یہی تھا کہ پوری شریعت کا عالَم میں اِحیاء ہو جائے، اس لئے ہمارے تبلیغی کام کرنے والوں کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے اس نوع کے ارشادات وہدایات بھی پیش نظر رکھنا چاہئے اور ان کاموں کی طرف بھی توجہ کرنا چاہئے، حضرتؒ کے فرمان کے مطابق جماعتوں کی چلت پھرت اور خروج وگشت تو کام کی ابتدا ہے اس کے بعد آگے قدم بڑھا کر دوسرے کاموں کو بھی کرنا چاہئے جن کی طرف حضرت مولاناؒ نے توجہ دلائی ہے، اہل علم واہل مدارس جو دعوت وتبلیغ کے کام سے جُڑے ہوئے ہیں اُن پر زیادہ اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھیں اور عملی جامہ پہنانے کے لئے لائحہ عمل تیار کریں۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی یہ چند ہدایتیں بطور نمونہ کے احقر نے عرض کی ہے ورنہ دعوت وتبلیغ سے متعلق حضرتؒ کے اس نوع کے کافی ارشادات موجود ہیں، تمام کام کرنے والے حضرات انہی ہدایات کے مطابق کام کریں تو انشاء اللہ بہت ترقی ہوگی

اور اصل مقصد یعنی پوری شریعت کا اِحیاء بھی ہوگا، احقر نے حضرت مولانا محمد الیاس 52
صاحبؒ کی اس نوع کی جملہ ہدایات کو یکجا اور مرتب کیا ہے الحمدللہ چھ سات رسالے اس موضوع سے متعلق تیار ہو چکے ہیں جو صرف حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی ہدایات وارشادات اور مکتوبات پر مشتمل ہیں، حسب ضرورت احقر نے تشریح بھی کی ہے، الحمدللہ اکابر نے اس سلسلہ کو بہت پسند کیا ہے، کام کرنے والوں کو ان شاء اللہ ان رسالوں سے تقویت اور رہنمائی ملے گی۔

ان چند کتابوں کے مطالعے کا بھی اہتمام کیجئے اور ان کی تعلیم اور مذاکرہ بھی کیجئے!

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے دعوت وتبلیغ سے منسلک تمام حضرات کے لئے کچھ کتابوں کی تعیین بھی فرمائی تھی اور تاکید کی تھی کہ ان کتابوں کو ضرور مطالعہ میں رکھیں، تنہائی میں تو خود مطالعہ کریں اور اجتماعی طور پر اس کی تعلیم بھی کریں، ان میں اکثر کتابیں تو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی تصنیف کردہ ہیں جو اکثر فضائل سے متعلق ہے مثلاً حکایات صحابہ، فضائل نماز، فضائل ذکر، فضائل تبلیغ، فضائل قرآن وغیرہ، ان کتابوں کو حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور دوسرے اکابر نے خود کہہ کر اصرار سے حضرت شیخؒ سے لکھوایا تھا اسی غرض سے تاکہ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے حضرات اپنے نصاب میں اس کو شامل کریں اور اجتماعی طور پر اس کی تعلیم بھی کیا کریں، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ایک موقع پر خود تحریر فرماتے ہیں:

الحمدللہ اس کے مطابق عمل بھی ہو رہا ہے، اور تبلیغی حلقہ میں ان کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے، لیکن ان میں دو کتابیں ایسی ہیں جن کا حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے مکاتیب میں بار بار تذکرہ کیا ہے اور اپنے دعوتی ساتھیوں کو جن کتابوں کے پڑھنے کی

ہدایت کی ہے ان میں سب سے پہلے اسی کتاب کا تذکرہ کیا ہے، لیکن ہمارے دعوتی ساتھیوں کی غالباً اس پر نظر نہیں، اور یہ بات اُن کے علم میں نہیں، اس لئے حضرتؒ کی اس ہدایت کی طرف توجہ بھی نہیں لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ حضرتؒ کے اُس مکتوب سے لگانا چاہئے جس کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے نام تحریر فرمایا ہے:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''علم کے لئے میرا جی چاہتا ہے کہ محکمۂ تبلیغ سے نصاب مقرر کیا جائے، اس سلسلہ کے ترقی پڑ جانے پر آپ جیسے اہل علم کے مشورے کی ضرورت ہوگی، بالفعل میں نے پانچ کتابیں تجویز کر رکھی ہیں، (۱) جزاء الاعمال (تصنیف کردہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)(۲) راہ نجات (تصنیف کردہ حضرت مولانا محمد علی صاحب پانی پتیؒ)..........(باقی کتابیں فضائل نماز وغیرہ) ان کو تنہائی میں دیکھنا اور مجمع میں سنانا دونوں مستقل جزء ہیں، صرف تنہائی میں دیکھنا مجمع میں سنانے کے برکات کو شامل نہیں ہوسکتا اور مجمع میں سنانا تنہائی کے انوارات کو حاوی نہیں ہوسکتا۔''

(مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ، مکتوب ۳، جمع کردہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

اس مضمون اور اس ہدایت کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے مختلف انداز سے تاکیدی طور پر چار مکاتیب میں تحریر فرمایا ہے جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی کتب فضائل کے علاوہ سب سے پہلے انہی دونوں کتابوں (یعنی جزاء الاعمال اور راہ نجات) کا ذکر فرمایا ہے ملاحظہ ہو:

(مکاتیب حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ص۲۸، ۵۳، ۴۰، ۹۲، جمع کردہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے نزدیک ان دونوں کتابوں کی کتنی اہمیت تھی، ان میں پہلی کتاب ''جزاء الاعمال'' (جو حکیم الامت حضرت

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف کردہ ہے اس) میں عبادات اور طاعات کے دنیوی واخروی فوائد اور گناہوں ومعاصی کے دنیوی واخروی نقصانات حدیث پاک کی روشنی میں تحریر فرمائے گئے ہیں، جس کو ترغیب وترہیب اور فضائل ہی کی ایک کتاب سمجھنا چاہیئے، اس کتاب کو عمومی تعلیم میں پڑھے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

البتہ دوسری کتاب ''راہ نجات'' اس میں اہل سنت والجماعت کے اسلامی عقائد کے علاوہ دیگر ارکان وفرائض طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ کے ضروری وبنیادی احکام کتب معتبرہ سے جمع کئے گئے ہیں، یہ کتاب نہایت معتبر ہے اور اس کے تمام جزئیات حنفی مسلک کے مطابق ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اس کتاب کے بھی عمومی تعلیم میں پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے، لیکن دعوت وتبلیغ کا کام ماشاء اللہ بہت وسیع ہو چکا ہے اس لئے اس کتاب کے عمومی تعلیم کرنے سے پہلے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ اس کتاب میں بیان کردہ عقائد تو سب اہل سنت والجماعت کے ہیں البتہ طہارت ونماز وغیرہ کے مسائل حنفی مسلک کے مطابق ہیں، دوسرے مسلک کے حضرات اپنے مسلک کی کتابوں اور علماء سے استفادہ کریں ہمارے دعوت کے بہت سے ساتھی طہارت اور نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل سے بھی عموماً ناواقف ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایت کے مطابق اس کتاب کو بھی تعلیم میں شامل کرلیا جائے تو ان شاء اللہ ہر لحاظ سے بہت مفید اور مناسب ہوگا۔

''فضائل تجارت'' و ''فضائل انفاق وصدقات'' کی تعلیم کا بھی اہتمام کیجئے!

کتب ''فضائل اعمال''، یعنی حکایات صحابہ، فضائل قرآن، فضائل نماز، فضائل ذکر وغیرہ سب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے تصنیف کردہ ہیں ان رسائل کی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایت اور ان کے تقاضے کی بنا پر لکھے گئے ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بڑے اہتمام اور تاکید سے حضرت شیخؒ سے ان رسائل کو لکھوایا ہے، (جیسا کہ خود حضرت شیخؒ نے ان رسائل کے مقدمہ اور تمہید میں اس کا اظہار فرمایا ہے) اور ان رسائل کے طبع ہو جانے کے بعد اپنے دعوت وتبلیغ سے منسلک تمام ساتھیوں کو ان رسائل کے پڑھنے اور تعلیم کرنے کی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے خود تاکیدی ہدایت بار بار مختلف مکاتیب میں کی ہے، ملاحظہ ہو:

(مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۲۸، ۵۳، ۴۰، ۹۲، جمع کردہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

ان رسائل کے علاوہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے حضرت شیخؒ کو دو رسالوں کے اور بھی لکھنے کا حکم دیا تھا، ایک ''فضائل تجارت'' دوسرے ''فضائل انفاق'' (یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل) چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں حضرت شیخؒ نے فضائل تجارت کو مسودہ کی شکل میں مرکز نظام الدین دہلی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو سنانے کی غرض سے لے گئے، لیکن وہ زمانہ حضرتؒ کی شدید علالت کا تھا، ایسی علالت کہ اس سے پھر افاقہ نہ ہو سکا اور حضرت مولاناؒ دنیا سے تشریف لے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ، اسی ہماہمی میں حضرت شیخؒ کا لکھا ہوا وہ مسودہ بھی غائب ہو گیا اور کافی تلاش کے بعد بھی نہ مل سکا جس کا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کو بڑا افسوس تھا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تاکیدی ہدایت اور اُمت کی واقعی ضرورت کے پیش نظر

حضرت شیخؒ نے مدینہ پاک میں اس رسالہ کو دوبارہ از سر نو تحریر فرمایا اور الحمد للہ اس کی تکمیل بھی ہوگئی، اور ''فضائل تجارت'' ہی کے نام سے شائع بھی ہوا اس رسالہ کے مقدمہ میں حضرت شیخ فرماتے ہیں:

'' چچا جان مجدد تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ نور اللہ مرقدہٗ کے تعمیل ارشاد میں اس ناپاک ونا کارہ کے قلم سے فضائل اعمال کے سلسلے میں چند رسائل شائع ہو چکے ہیں اور ان کے ارشاد کی برکت سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مفید بھی ہوئے اور بہت کثرت سے شائع ہو رہے ہیں۔''

''انہوں نے اپنی حیات کے آخر میں دو رسالوں کے لکھنے کا بہت زور سے حکم فرمایا تھا ایک انفاق فی سبیل اللہ، اور دوسرا فضائل تجارت ان دونوں میں سے فضائل انفاق تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرصہ ہوا لکھا جا چکا اور فضائل صدقات کے نام سے شائع ہوا۔''

(مقدمہ فضائل تجارت ص ۴، ۵)

فضائل تجارت لکھے جانے کے وقت میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا حال تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مدینہ منورہ کے چند سالہ قیام میں مدرسہ کی مشغولیت تو نہ رہی مگر اس کے بجائے امراض نے گھیر لیا، مگر جب چچا جان کے تاکیدی حکم کا خیال آتا ہے تو اپنی عدم تعمیل پر بہت قلق ہوتا ہے، چند ماہ سے بہت ہی امراض نے گھیر رکھا ہے کوئی (بڑا) علمی کام تو ہو ہی نہ سکا، بار بار اس رسالہ کی یاد ستاتی رہی، آج ۱۷ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ چہار شنبہ میں مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کرادی......اگر چہ اُس وقت جو مضمون ذہن میں تھا وہ تو یاد رہا نہیں اور وہ مسودہ بھی نہیں ملا، اس لئے از سر نو اب بسم اللہ کرائی اور تبرکاً ابتداء میں حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی بہشتی زیور کا ایک مضمون نقل کروا رہا ہوں جس کو حضرتؒ نے بہشتی زیور کے ضمیمہ میں کسبِ حلال کے عنوان سے درج فرمایا ہے۔ (مقدمہ فضائل تجارت ص ۵، ۶)

اس پوری تفصیل سے اچھی طرح یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ دیگر کتب فضائل اعمال کی طرف یہ کتاب یعنی فضائل تجارت اور فضائل انفاق (فضائل صدقات) بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں جن کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بڑے اہتمام سے لکھوایا تھا، اس لئے مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فضائل اعمال کی دوسری کتابوں کی طرح ان کتابوں کی بھی تعلیم کا اہتمام کیا جائے، مقامی طور پر بھی اور خروج کے زمانے میں بھی انفراداً بھی اور اجتماعاً بھی، فضائل انفاق، (یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے فضائل) یہ عنوان بہت مختصر تھا لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے اس کو پھیلا کر دو جلدوں میں فضائل صدقات کے نام سے تحریر فرمایا اور فضائل انفاق کو بھی اسی کتاب کا ایک جزء بنادیا، ضرورت اور مصلحت سمجھی جائے تو صرف فضائل انفاق اور رسائل فضائل تجارت اور راہ نجات وجزاء الاعمال اور صفائی معاملات ایک ساتھ شائع کردیئے جائیں تا کہ عمومی طور پر ان کی تعلیم میں سہولت ہو۔

''فضائل تجارت'' کے ساتھ ''صفائی معاملات'' اور ''معارف الحدیث جلدے'' کی تعلیم کی بھی ضرورت

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ''فضائل تجارت'' کا اصل ابتدائی مسودہ جس کو حضرت شیخؒ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی خدمت میں لے کر مرکز نظام الدین تشریف لے گئے تھے اور علالت کی وجہ سے سنا نہ سکے بلکہ وہیں چھوڑ آئے کہ موقع ملنے پر دوسرے حضرات حضرتؒ کو سنا دیں گے لیکن اسی اثناء میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی وفات ہوگئی اور وہ مسودہ بھی کافی تلاش کے بعد بھی نہ مل سکا، دوسری مرتبہ از سر نو محنت کر کے اس رسالہ کو حضرت شیخؒ نے تیار کیا، پہلے جو مضامین لکھے گئے وہ بھی یاد نہ آئے، افسردہ طبیعت کے ساتھ بیماری کی حالت میں جس طرح بن پڑا اس کو پورا

کردیا، اس لئے اس رسالہ ''فضائل تجارت'' کے ساتھ حضرت شیخؒ نے بعض دوسرے رسائل دیکھنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ فضائل تجارت کے اخیر میں صفحہ ۸۲ میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت تھانویؒ نے ان معاملات میں ایک رسالہ ''صفائی معاملات'' کے نام سے لکھا ہے اس میں تجارت کی بہت سی جزئیات الگ الگ لکھی ہیں، اس کو مطالعہ میں رکھنا بہت مفید ہے۔'' (فضائل تجارت ص ۸۲)

لیکن حضرت تھانویؒ کا یہ رسالہ ''صفائی معاملات'' بہت سے احکام فقہیہ پر مشتمل ہے، کسی عالم کی رہنمائی ہی میں اس کا مطالعہ اور اس کی تعلیم ان شاء اللہ زیادہ مفید ہوگی۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے تبلیغی کام کے پختہ ہوجانے کے بعد کاروبار اور تجارت کو شرعی طریقہ کے مطابق انجام دینے اور دین کے اس شعبہ کی طرف توجہ کرنے کی خصوصی ہدایت فرمائی ہے، اور اسی غرض سے فضائل تجارت جیسی کتاب لکھنے کا حضرت شیخؒ کو حکم دیا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا جو مقصد تھا اور تجارت وغیرہ سے متعلق اپنے دعوتی ساتھیوں کو شریعت کا جو پیغام پہنچانا چاہتے تھے، بڑے بسط و تفصیل کے ساتھ احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ سے لیا ہے، چنانچہ ''معارف الحدیث'' کی ساتویں جلد معاشرت ومعاملات اور تجارت وغیرہ کے فضائل واحکام پر ہی مشتمل ہے اور نہایت آسان اسلوب میں عام فہم ہے، جس کی تعلیم میں بھی کوئی دشواری نہیں ہوگی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتب فضائل اعمال کے ساتھ ''فضائل تجارت'' کی بھی تعلیم شامل کی جائے کیوں کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے حکم ہی سے یہ کتاب اسی غرض کے لئے حضرت شیخؒ نے تصنیف فرمائی تھی اور حضرت شیخؒ ہی نے ضرورت کے پیش نظر ''صفائی معاملات'' (تصنیف کردہ حضرت تھانویؒ) سے استفادہ کی بھی ہدایت فرمائی ہے،

اورمزید آسانی اور جامعیت کے لئے معارف الحدیث جلد نمبر سات کی شمولیت ہر لحاظ سے مفید اور معاون ثابت ہوگی، اصلاح معاملات کے لئے ان کتابوں سے استفادہ کی یہ ترتیب زیادہ مناسب ہوگی، کہ پہلے فضائل تجارت کی تعلیم ہو پھر معارف الحدیث جلد ۷ کی اس کے بعد سبقاً سبقاً کسی عالم کی رہنمائی میں صفائی معاملات کی تعلیم ہو، اہل علم اور ارباب تبلیغ کو اس پہلو پر خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے: ''آگے چل کر کتب فضائل کے علاوہ دوسرے موضوعات پر کتابیں لکھوانے کا ارادہ ہے''، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت کے ذہن میں کن موضوعات سے متعلق کس نوع کی کتابیں لکھانے کا خیال تھا، اغلب یہی ہے کہ اصلاح معاملات واصلاح معاشرہ وغیرہ سے متعلق کتابیں لکھانے کا خیال رہا ہوگا، کیوں کہ اپنے اس کام سے آپ معاملات اور معاشرت کی بھی اصلاح چاہتے تھے، آپ کی مخلصانہ خواہش کے نتیجہ میں غالبًا یہ کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ سے معارف الحدیث کی شکل میں لیا، اس لئے احقر کی ناقص رائے کے مطابق تبلیغی احباب کو اس کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

دوسرے موضوعات پر کتابیں لکھنے اور تبلیغی نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے فرمان کے مطابق ان کی دعوتی وتبلیغی جدّ وجہد کا اصل مقصد ''جمیع ما جاء به النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پوری شریعت کو زندہ کرنا اور زندگی کے تمام شعبوں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق) میں اس کو نافذ کرنا ہے یعنی زندگی کی ہر لائن میں اور ہر فرد ومعاشرہ کی عملی زندگی میں پورا دین آجائے بس یہ ہے اصل مقصد اس دعوت وتبلیغ کا اور ظاہر بات ہے کہ زندگی

کے ہر شعبہ میں اور فرد و معاشرہ کی عملی زندگی میں دین کا زندہ ہو جانا علم دین کے بغیر ناممکن ہے، علم سے روشنی اور راستہ ملے گا اس راستہ پر چل کر ہی ہر شعبہ کا دین زندہ کیا جا سکتا ہے، علم دین اور علم شریعت کے بغیر عملی زندگی کو شریعت کے مطابق لانا ممکن ہی نہیں، اسی وجہ سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے تبلیغی چھ نمبروں میں تیسرے نمبر ''علم وذکر'' کو بڑی اہمیت دی ہے۔

لیکن علم کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس کے اس وسیع تر دامن سے وابستہ ہونا ایک مشکل کام تھا، علم وشریعت کے مختلف بابوں میں سے کس باب سے داخل ہوا جائے اور کتاب وسنت کی تشریح اور دین وشریعت کی ترجمانی میں کس کی عقل وفہم اور تعبیر پر اعتماد کیا جائے؟ یہ ایک نہایت اہم اور مشکل سوال تھا، فضائل کے تعلق سے اور فضائل کی حد تک تو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو مامور فرما کر فضائل نماز، فضائل قرآن، فضائل تجارت وغیرہ کتابیں لکھوائیں اور حضرت ہی کے زمانے میں ان کی تعلیم بھی شروع ہو گئی تھی، لیکن فضائل بذات خود مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود کا ذریعہ ہیں اصل چیز جو مطلوب ہے وہ تو پوری شریعت پر عمل کرنا اور زندگی کے ہر شعبہ میں پورے دین کو زندہ کرنا ہے، اس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق، سارے ہی شعبے آتے ہیں ان شعبوں سے متعلق بھی احکام شریعت کا علم ہونا ضروری ہے، اس کے لئے کتاب وسنت اور احکام شریعت کو سمجھنے میں کس کی عقل وفہم اور کس کی تعبیر وتشریح پر اعتماد کیا جائے یہ اہم سوال ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ذہن میں اس کا ایک پورا خاکہ تھا جیسا کہ ان کے مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فضائل کے علاوہ دوسرے موضوعات پر کتابیں بھی لکھوانا چاہتے تھے چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بندۂ ناچیز ایک امر کا بڑا متمنی ہے کہ تبلیغ کے سلسلہ میں یہ چند کتابیں (جزاء الاعمال،

فضائل قرآن، فضائل نماز، فضائل ذکر، حکایات صحابہ، دونوں رسائل تبلیغ مولوی احتشام اور مولوی زکریا والا) ان کے ساتھ تبلیغ کی لائن میں قدم دھرنے والے تین طرزوں کے ساتھ بہت اشتغال رکھیں، قلیل وقت ہو مگر مداومت ہو۔

(۱) اول تبلیغ کے نکلے ہوئے زمانے میں (ان کتابوں کا) دیکھنا۔

(۲) دیگر مجمعوں میں ان مضامین کی دعوت دینا۔

(۳) دیگر مجمعوں اور خصوصی تذکروں میں ان مضامین کا اپنے غیروں سے سننا اور وہ کتب تبلیغ یہ ہیں جواب تک تجویز ہو چکی ہیں، (یعنی جزاء الاعمال، فضائل قرآن، فضائل نماز، فضائل ذکر، حکایات صحابہ، دونوں رسائل تبلیغ مولوی احتشام اور مولوی زکریا والا) اور بہت سے مضامین ذہن میں ہیں، اہل علم کے استقلال سے کھڑے ہو جانے کے بعد ان مضامین میں تصانیف کا خیال ہے۔

(مکاتیب حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۴۰ مکتوب نمبر ۵ جمع کردہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس وقت حضرتؒ کے ذہن میں کون کون سے موضوعات اور کون کون سے مضامین تھے جن پر حضرتؒ علماء سے تصانیف کرانا چاہتے تھے، ظاہر اور غالب یہ ہے کہ دین وشریعت کے جتنے شعبہ ہیں یعنی عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت وغیرہ سارے ہی شعبوں سے متعلق رفتہ رفتہ لکھوانا چاہتے تھے صرف لکھوانا ہی نہیں بلکہ اپنی اس تبلیغ میں شامل بھی کرنا چاہتے تھے جس سے پوری شریعت زندہ ہو جائے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اپنی دعوتی و تبلیغی مہم کو ایک حد پر ٹھہرانا نہیں چاہتے تھے

حضرتؒ کے مندرجہ بالا مکتوب سے یہ بھی اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ آپ اپنی اس دعوتی تبلیغی مہم کو ایک حد پر ٹھہرانا نہیں چاہتے تھے بلکہ رفتہ رفتہ اس میں اضافے فرما کر

پورے دین کو زندہ کرنا چاہتے تھے، جس کی چند مثالیں ماقبل میں گذر چکی اس لئے اصحابِ تبلیغ کے ذمہ داروں کو ان پہلوؤں پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے کہ اس دعوت وتبلیغ سے حضرتؒ جو چاہتے تھے، حالات کے تحت اس میں اس وقت کیا پیش رفت اور کون سے اقدامات کرنے چاہئے، یہ بات محض کسی ایک فرد نہیں بلکہ ارباب بصیرت اور ارباب حل وعقد کے بہت غور وفکر کے بعد ہی طے کی جاسکتی ہے کہ حضرتؒ کی خواہش کے مطابق مزید کن موضوعات کو شامل کرنے یا کتابیں لکھوانے اور ان کتابوں کو تبلیغی نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو اپنے پاس رہنے اور روکنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنے دینی علمی مشاغل اور مصروفیات کی وجہ سے معذرت فرمادی، غالباً حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے احکام ومسائل اور علمی وفقہی موضوعات پر رسائل لکھوانا چاہتے ہوں گے جیسا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ سے فضائل پر کتابیں لکھوائیں، الغرض حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو حکیم الامت حضرت تھانوی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی علمی تحقیقات وتصنیفات پر پورا اعتماد تھا، یقیناً ان کی تصانیف اس قابل ہیں کہ مطالعہ اور تعلیم کے لئے ان کا انتخاب کیا جائے۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے گہرا ربط اور ان کی تصانیف سے انتہائی حسن ظن اور اعتماد

زندگی کے تمام شعبوں میں اور عملی زندگی میں پوری شریعت کو نافذ کرنے کے لئے علم دین اور علم شریعت کی ضرورت بہرحال ہے جس کا دامن بہت وسیع ہے، علم کے باب میں

قرآن وحدیث کی تشریح اور دین وشریعت کی صحیح تعبیر کے تعلق سے کس کی عقل وفہم پر اعتماد کیا جائے کیوں کہ اصحاب علم وفضل اور اہل حق تو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں، ہماری یہ جماعت علم کے باب میں کس کو اختیار کرے اور کس کو ترجیح دے یہ اہم سوال تھا، لیکن حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے ملفوظات ومکتوبات میں ایسی ہدایات اور ایسی واضح تصریحات فرما دی ہیں اور ایسی فیصلہ کن دوٹوک بات ارشاد فرما دی ہے جس کے بعد دعوت وتبلیغ سے منسلک تمام ساتھیوں کے لئے مسئلہ بالکل آسان ہو گیا، ان کو زیادہ تنقیح اور کاوش کی ضرورت نہیں اب مسئلہ صرف کتابوں کے اختیار اور انتخاب کا رہے گا باقی تشریح وتعبیر اور اسلام کی بنیادی اور عمومی تعلیم کے لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مندرجہ ذیل ہدایات تمام تبلیغی احباب کے لئے ان شاء اللہ کافی ہوں گی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا تھانویؒ نے بہت بڑا کام کیا بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔''

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص ۵۸، ملفوظ نمبر ۵۶)

نیز حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے تبلیغی کارکنوں کے لئے ایک مکتوب میں بڑے اہتمام اور تاکید سے پندرہ ضروری ہدایتیں تحریر فرمائی ہیں جس کو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے نقل فرمایا ہے اس کی ہدایت نمبر ۹ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت تھانویؒ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے، ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل، اس وقت یہ چند ضروری باتیں عرض کر دیں۔

(مکاتیب حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحبؒ ص ۱۳۸)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے اس ملفوظ اور مکتوب سے (جس کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے) اتنی بات پر تو پورا اطمینان ہو جاتا ہے کہ علم کے باب میں قرآن وحدیث کی تشریح اور احکام شرعیہ کی تفہیم اور دین کی ترجمانی کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے علوم ومعارف اور ان کی تعلیمات وتصنیفات پر نہ صرف پورا اطمینان واعتماد بلکہ یہاں تک اپنی خواہش اور ارادہ کا اظہار فرما دیا کہ میرے اس طریقۂ تبلیغ سے ان کی تعلیم جو قرآن وحدیث کی روشنی میں ہے عام ہو جائے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے نزدیک حضرت تھانویؒ کے علوم ومعارف اور ان کی تصانیف کی کتنی اہمیت تھی، اور کیوں نہ ہوتی جب کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنا دعوتی وتبلیغی سفر شروع کرنا چاہا اور اس منزل میں قدم رکھا تو وہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ ہی کی زیر نگرانی اور انہی کے حکم سے تھا چنانچہ حضرت مولانا محمد ثانی حسنی مظاہریؒ اپنی کتاب ''حیات خلیل'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''۱۳۴۱ھ میں جب راجپوتانہ اور آگرہ سے ارتداد کی خبریں آنا شروع ہوئیں تو حضرت تھانویؒ کو اس کی فکر ہوئی اور انہوں نے وفود بھیجنے شروع کئے، مظاہر علوم سے حضرت مولانا کے تلامذہ اور متعلقین جن پر آپ کو اطمینان تھا اس مبارک کام کے لئے منتخب ہوئے، جن میں مولانا اسعد اللہ صاحب مدظلہ، مولانا عبدالکریم گمتھلوی اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی قابل ذکر ہیں، اس سلسلہ میں حضرت تھانوی اور مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی انتھک محنتوں اور کوششوں نے بڑا کام انجام دیا (حیات خلیل صفحہ ۲۴۰)

اس دعوتی تبلیغی قافلہ نے جو حضرت تھانویؒ کی زیر نگرانی سفر کر رہا تھا اپنی کارگزاری اور سفر کی روداد حضرت تھانویؒ کی خدمت میں لکھ کر بھیجی، اس کو پڑھ کر حضرت تھانویؒ نے

مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا:

السلام علیکم..........حالات سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں

اور مجھ کو اس سے پہلے بھی صرف آپ جیسے مخلصین کا مل جانا اور پھر مولوی محمد الیاس صاحب کا ساتھ ہو جانا یقین کامیابی کی دلاتا تھا، علم غیب تو حق تعالیٰ کو ہے مگر میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ سب وفود سے زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا۔

اشرف علی (اشرف السوانح ص ۲۳۶ جلد ۳)

دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں بھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے گہرا ربط

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں بھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے گہرا ربط تھا اور ابتدا میں آپ نے دعوتی وتبلیغی اسفار اور جدوجہد حضرت تھانویؒ کی زیر نگرانی ہی فرمائی ہے، اور یہ آپ کے تبلیغی سفر کا آغاز تھا اس کے بعد اُمت کے حالات کے پیش نظر آپ پورے طور پر تبلیغ میں منہمک ہوگئے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی وفات ہوگئی، اس وقت حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے خصوصیت سے فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کی کتابوں سے استفادہ کیا جائے اس سے علم آئے گا، جو ہمارے تبلیغی چھ نمبر کا تیسرا نمبر ہے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میری اس تبلیغ کے ذریعہ حضرت تھانویؒ کی تعلیمات عام ہو جائیں اور اُمت تک پہنچ جائیں، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا:

مذکورہ بالا تفصیل سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے علوم ومعارف اور کتاب وسنت کی تشریح اور دین کی تعبیر کے سلسلہ میں ان کی عقل وفہم پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو کس قدر اعتماد تھا کہ اپنی تبلیغ کے ذریعہ ان کی تعلیمات

وتصنیفات کو عام کرنا چاہتے تھے، اب ہم اصحاب تبلیغ ارباب حل وعقد کے لئے یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی اس خواہش اور ہدایت پر کس حد تک عمل کیا؟ ان کی کتنی کتابوں سے انتفاع کیا؟ اوران کی تعلیمات جو قرآن وحدیث کی روشنی میں ہیں ان کو کتنا عام کیا؟

ایک بڑی مشکل اوراس کا حل

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تعلیمات جو قرآن وحدیث کی روشنی میں ہیں اوراپنی جماعت دعوت وتبلیغ کے ذریعہ ان کو عام کرنے کی بات حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے ارشاد فرمائی ہے، اس میں ایک مشکل اور دشواری یہ ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی کتابیں عموماً علمی انداز کی ہیں ان میں مشکل اور دقیق الفاظ ہوتے ہیں نیز وہ قدیم اسلوب کے مطابق لکھی گئیں ہیں جو بظاہر آج کل کے عام لوگوں کی عقل وفہم کے مطابق کم ہوتی ہیں یا کم ازکم ان کو سمجھنے میں دقت اور دشواری پیش آسکتی ہے اس کا کیا حل ہونا چاہئے؟

بات ایک حد تک تو واقعی صحیح ہے لیکن حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی سب کتابیں تو ایسی نہیں ہیں، بلکہ وہ کتابیں جو عوام کی اصلاح کے لئے لکھی گئی ہیں مثلاً جزاء الاعمال (جس کے نصاب میں شامل کرنے اور تعلیم کرنے کی ہدایت خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے دی ہے) اور مثلاً حیات المسلمین، تعلیم الدین، آداب زندگی، بہشتی زیور، وغیرہ بہت آسان اسلوب میں اور عام فہم زبان میں ہیں، اور جو کتابیں مشکل ہیں ان کا بھی ایک حل ہے۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تجدیدی شان اور تجدیدی خدمات کا بہت تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اس کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''ان حالات میں بڑی ضرورت تھی کہ اس اصلاح وتجدید کے خاکے کو جس کو ایک مصلح وقت اپنی تصنیفات ورسائل میں سپرد کر گیا ہے اور جن پر زبان کی کہنگی اور طریق ادا کی قدامت کا پردہ پڑا ہے، ان کو موجودہ زمانہ کے مذاق اور تقریر وتحریر کے نئے انداز کی روشنی میں اجاگر کیا جائے۔ (مقدمہ تجدید دین کامل ص۲۲)

الحمدللہ! ہندوپاک میں متعدد علماء نے علامہ سید سلیمان ندویؒ کی بیان کردہ ضرورت کے مطابق حضرت تھانویؒ کی تصانیف پر تسہیل وترتیب کا کام کیا ہے، بعض نے بعض کتب کو لیا، بعض نے بعض موضوعات کو لیا ہے، مثلاً حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ان حضرات نے حضرت تھانویؒ کے علوم معارف اور تصانیف پر تسہیل اور انتخاب وترتیب کا کام کیا ہے، اس نوع کی ان اکابر کی متعدد تصانیف ہیں ضرورت کے مطابق ان کی کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

الحمدللہ خود احقر نے بھی اسی نوعیت کا کام کیا ہے، ایک طرف تو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے جملہ ملفوظات ومکتوبات اور دعوت وتبلیغ سے متعلق ہدایات وآداب جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے بیان فرمائے ہیں، سب کو جمع کر کے مختلف رسائل تیار کئے ہیں جن کے متعلق حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) تحریر فرماتے ہیں:

مولانا محمد زید صاحب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے افادات پر عرصے سے کام کررہے ہیں اور کئی مطبوعات ان کی آچکی ہیں اور داد تحسین لے چکی ہیں، انھوں نے اس کام کی طرف بھی توجہ کی اور اس کام کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے افادات جمع کئے جو کئی کتابوں کی صورت میں سامنے آئے، ان میں یہ مجموعہ بھی ہے جو قارئین کے سامنے پیش ہے اس سے انشاءاللہ اس کام کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہوگا اور بعض دیگر فائدے بھی سامنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

(مقدمہ دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب)

اور حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:

''اس وقت میرے پیش نظر جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مرتب کردہ کتاب ''کارکنانِ تبلیغ کے لئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مفید باتیں اور اہم ہدایات'' ہے، کتاب کے ٹائٹل ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتاب دراصل حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے افادات کا مجموعہ ہے...... میں نے مرتّب کا تحریر کردہ مقدمہ اور ابتداء کے کچھ صفحات بالاستیعاب دیکھنے کے بعد درمیان کتاب کے متعدد مقامات کی تحریریں دیکھیں، حقیقت یہ ہے کہ تبلیغی کام کرنے والوں کے لئے یہ مجموعہ انتہائی قیمتی ہدایات، اصول وضوابط اور طریقۂ کار کی جامع رہنمائی پر مشتمل ہے۔

میں جماعت کے ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اپنے تمام بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ انتہائی سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے اس سلسلہ کی تمام تحریروں کو بغور پڑھیں اور ان کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ ہمیں اپنے طریقۂ کار اور طرز فکر کی اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(مقدمہ کارکنانِ تبلیغ کے لئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مفید باتیں اور اہم ہدایات ص ۳۴)

الحمدللہ! ایک طرف یہ کام ہوا ہے اسی طرح دوسری طرف اسی نوعیت کا کام احقر نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے علوم ومعارف اور آپ کی تصانیف پر بھی کیا ہے جس کے متعلق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

فاضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارک اللہ فی حیاتہ وفی افاداتہ) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات وارشادات اور تحقیقات ونظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کر رہے ہیں کہ حضرت کے علوم وافادات کا ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تیار ہوتا جا رہا ہے۔

.....ان خصوصیات اور افادیت کی بنا پر عزیز گرامی مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم الطبع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدردانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی

۱۷/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

’’مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی کو اللہ تعالیٰ نے بزرگوں سے تعلق اور ان کے ملفوظات وہدایات کو ان کی افادیت کے پیش نظر مرتب کرنے اور جمع کرنے سے خصوصی دلچسپی عطا فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے بزرگوں کے افادات کو مختلف رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع کیا ہے، اور یہ کام اس سلیقہ سے کیا ہے کہ اس میں تحقیقی وعلمی انداز بھی پایا جاتا ہے اور دینی وتربیتی مقصد بھی پورا ہوتا ہے۔

ہم کو مسرت ہے کہ مولانا مفتی محمد زید صاحب جنہوں نے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات اور اصلاح وارشاد کے سلسلے میں مختلف نوعیّتوں کی وضاحت پر مشتمل مضامین کو علٰحدہ علٰحدہ شائع کرنے کا ایک مبارک سلسلہ شروع کیا ہے۔

مولانا زید صاحب نے دینی افادات کا، اصلاح دین کا حامل بہت مفید لٹریچر جمع کردیا ہے، اصلاح باطن ودرستگی احوال کے لئے یہ انتخاب اور لٹریچر انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

مفتی زید صاحب کی یہ علمی کوششیں قابل ستائش ہیں جو ایک طرف تو ایک اچھا علمی کام ہے اور دوسری طرف اس کی دینی واخلاقی افادیت ہے۔‘‘

محمد رابع حسنی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

61

چند کتابوں کو نصاب تبلیغ میں داخل کرنے کی واقعی ضرورت

عوام کی اصلاح وتربیت کے لئے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ واقعی بہت آسان ہیں، مثلاً بہشتی زیور، تعلیم الدین، حیات المسلمین وغیرہ، اور یہ کتابیں ایسی ہیں کہ ان کو تبلیغی جماعت کے نصاب اور ترتیب میں شامل ہونا چاہئے، خصوصاً ''تعلیم الدین'' اور ''حیاۃ المسلمین'' کیوں کہ اس میں دین کی ضروری باتیں اور شریعت کے تمام اہم شعبوں کو حدیث پاک کی روشنی میں آسان اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔

''تعلیم الدین'' کتاب کی خصوصیت

''تعلیم الدین'' کتاب نہایت مختصر رسالہ ہے جس میں عقائد وعبادات، معاملات، معاشرت، سیاست واخلاق یعنی دین کے پانچوں اہم شعبوں کو حدیث کی روشنی میں اختصار سے بیان کیا گیا ہے، اس کتاب میں بیان کردہ ہر عقیدہ، ہر معاملہ، ہر ادب، اور ہر ہدایت حدیث پاک سے ماخوذ ہے، ہر معاملہ اور ہر ہدایت وادب سے متعلق حاشیہ میں حدیث پاک بھی بعض نسخوں میں ذکر کی گئی ہے جس حدیث سے وہ ہدایت اور ادب مستفاد ہوتا ہے، اس لئے اس کتاب کو بھی تبلیغی نصاب میں داخل ہونا نہ صرف مناسب بلکہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایت کے مطابق ضروری معلوم ہوتا ہے۔

''حیات المسلمین'' کتاب کی خصوصیت

اسی طرح دوسری کتاب ''حیات المسلمین'' اتنی اہم کتاب ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں پورے دین وشریعت کے اہم مضامین کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ آسان اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، جس سے مسلمانوں کو دینی ودنیوی دونوں طرح کی فلاح حاصل ہو، اس کتاب کے متعلق خود حکیم الامت حضرت تھانویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''حیاتُ المسلمین'' کے متعلق میرا غالب خیال قلب پر ہے کہ اس سے میری نجات ہو جائے گی، اس کو میں اپنی ساری عمر کی کمائی اور ساری عمر کا سرمایہ سمجھتا ہوں...... یہ کتاب گویا ایک فہرست ہے ان اعمال کی کہ جن سے یقینی طور پر دنیا کی بھی فلاح حاصل ہوگی اور دین کی بھی، میں نے اس کو بہت سوچ سمجھ کر لکھا ہے...... مسلمانوں کی جتنی ذلت اور پریشانی آج کل ہو رہی ہے اس کتاب میں ان سب کا علاج ہے۔ (القول الجلیل صفحہ ۵)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ کتاب مسلمانوں کی مادّی اور روحانی فلاح کے لئے (رسالہ صیانۃ المسلمین کے ساتھ جس میں نظام عمل مذکور ہے) اتنی نافع ہے کہ مجھے اس کے اجر میں ان شاء اللہ مغفرت کی توقع ہے'' (اشرف السوانح ص ۴۶ ج ۳)

اس کتاب کے متعلق حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حیاتُ المسلمین'' میں قرآن پاک واحادیث نبویہ کی روشنی میں مسلمانوں کی دینی ودنیاوی ترقی وفلاح کا مکمل پروگرام مرتب فرمایا ہے...... حضرتؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنی ساری کتابوں میں اس کتاب کو اپنے لئے ذریعہ نجات گمان کرتا ہوں۔

(آثر حکیم الامت ص ۲۰۵، رسالہ معارف جلد ۵۳، شمارہ ۲، فروری ۱۹۴۴ء)

حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا تصنیف کردہ ایک مختصر رسالہ ''گناہ بے لذت'' بھی ہے جس میں بہت سے ایسے گناہوں کو بیان کیا گیا ہے جس میں امت کثرت سے مبتلا ہے، اور ان گناہوں کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں اور عذابوں میں امت گرفتار ہے، اور وہ گناہ ایسے ہیں کہ ان میں کوئی خاص دنیوی منفعت اور لذت بھی نہیں بس گناہ بے لذت ہیں، جن کا چھوڑنا بھی آسان ہے، لیکن امت بُری طرح ان گناہوں میں مبتلا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''جزاء الاعمال''، ''حیاتُ المسلمین'' وغیرہ کی تعلیم کے ساتھ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی اس کتاب ''گناہ بے لذت'' کو بھی نصاب میں شامل

کر کے اس کی بھی باقاعدہ تعلیم کی جائے، اس کتاب میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایسے بے لذت گناہوں کو جمع فرمادیا ہے، جن سے بچنا بہت آسان ہے، نیز بقدر ضرورت احکام شرعیہ بھی ذکر فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ امت کو ایسی کتابوں سے نفع اٹھانے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ کہ دعوت وتبلیغ کے کام کو فروغ دینے کے لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی جملہ ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آگے قدم بڑھانا چاہئے، حضرتؒ کی ہدایت کے مطابق ''راہ نجات'' (مصنفہ مولانا محمد علی پانی پتیؒ) اور جزاء الاعمال، اور فضائل تجارت، فضائل انفاق (فضائلِ صدقات، مصنفہ حضرت شیخؒ) نصاب تعلیم میں شامل کرلینا چاہئے، اور فضائل تجارت میں ذکر کردہ ہدایت کے مطابق ''صفائی معاملات'' (مصنفہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ) اور اس کی سہولت وتکمیل کے لئے ''معارف الحدیث جلد ۷'' (مصنفہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ) کو بھی شامل کرلینا چاہئے۔

نیز حکیم الامت حضرت تھانوی اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتابوں میں سے حیات المسلمین اور تعلیم الدین اور گناہ بے لذت اور نجات المسلمین کو بھی شامل کرلینا چاہئے ایسا کرنے سے انشاء اللہ بہت کچھ نفع کی امید ہے، اس کے ساتھ ہی شروع میں ذکر کردہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی ہدایات: مثلاً غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ کی فکر، تقسیم میراث اور دار القضاء اور مدارس وخانقاہوں کا قیام، وغیرہ کاموں کی طرف بھی توجہ کرنا چاہئے، اور یہ سارے کام علماء کے مشورے اور ان کی رہنمائی کے بغیر انجام نہیں پاسکتے، اسلئے تبلیغی ذمہ داروں کو خاص طور پر معتمد علماء کے مشورے سے سارے کام انجام دینے کی کوشش اور فکر کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

موجودہ اختلافات اور ان کا حل

منتظمین اور ارباب حل وعقد کے درمیان اختلاف کے وقت کا لائحہ عمل

اس رسالہ کے لکھنے کے وقت کئی لوگوں کے فون آئے جن میں لوگوں نے دریافت کیا کہ مرکز میں اختلاف کی وجہ سے ہمارے علاقہ میں سخت انتشار ہے، کچھ اکابر مرکز سے علٰحدہ ہوگئے ہیں، ہم لوگوں کے درمیان یہ بات موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے کہ کون لوگ حق پر ہیں، کن لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے، ہم کس کی حمایت کریں، امارت حق ہے، یا شورائی نظام درست ہے؟ وغیرہ وغیرہ اس طرح کی دسیوں باتیں ملک وبیرون ملک موضوع بحث بنی ہوئی ہیں جس سے کام کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اور آپسی اختلاف بڑھتا جارہا ہے، اس لئے اس کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔

اکابر اور دینداروں کے درمیان اختلاف ہوجانے کی صورت میں ہم کدھر جائیں؟ کن کی حمایت کریں؟ کن لوگوں کے ساتھ مل کر کام کریں؟ یہ سوالات واقعی بڑی اہمیت رکھتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے کسی موقع پر ہم کو آزاد نہیں چھوڑا ہے، ایسے موقع کے لئے بھی شریعت نے ہماری رہنمائی کی ہے، اس سلسلہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا نہایت جامع مضمون ہے جو مخلص اور طالب صادق کی رہنمائی اور عمل کے لئے انشاء اللہ بہت کافی ہے، اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا مختصر مضمون جس کو حضرت مفتی صاحب نے اپنی تفسیر میں قرآن پاک کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے وہ بھی ایک مخلص شخص کی رہنمائی کے لئے ان شاء اللہ کافی ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کامل کے ساتھ صراط مستقیم پر ثبات قدمی نصیب فرمائے۔

اہل علم اور دینداروں کے درمیان اختلاف کے وقت ہم کس کی اتباع کریں؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مضمون

شریعت نے مکلفین یعنی اپنے بندوں کو کسی موقع پر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ہر موقع کے لئے شریعت میں کوئی نہ کوئی حل ضرور موجود ہے، چنانچہ اس حالت کے متعلق بھی شریعت نے جو ہماری رہنمائی کی ہے کہ جب ہمارے بڑوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور دونوں طرف دلائل بھی ہوں تو ہم کس کی اتباع کریں اور کن کے ساتھ مل کر کام کریں؟ خواہ کوئی ادارہ ہو یا کوئی جمعیۃ اور جماعت، سب کے لئے شریعت کا یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے جس کو حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بیان فرمایا ہے، اس میں مخلصین اور سچے طالبین کے لئے بڑی رہنمائی ہے، حکیم الامتحضرت تھانویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) ''آپ شاید یہ کہیں کہ یہ عجیب گڑبڑ ہے، دونوں طرف دلیل موجود ہے تو اس میں ہم کس کو ترجیح دیں، ہمارے لئے تو بڑی مشکل ہوگئی، لڑیں تو علماء اور بیچ میں مارے جائیں ہم، میں کہتا ہوں کہ اس وقت بھی حق کے معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے، طلب صادق چاہئے، طالب حق کے لئے کہیں راستہ بند نہیں۔

(۲) وہ طریقہ یہ ہے کہ اگر طالب صاحب فہم (یعنی سمجھ دار) ہے تو دونوں دلیلوں میں قوت وضعف کو دیکھ کر ترجیح دے سکتا ہے، بشرطیکہ انصاف سے کام لے اور خدا تعالیٰ کا خوف اور راہ حق کی طلب کو پیش نظر رکھے۔

اور اگر صاحب فہم نہیں ہے اور دلیل کو کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتا تو اس کے لئے آسان طریقہ ترجیح کا یہ ہے کہ دونوں فتوے دینے والوں کو (یا دونوں کے طرز عمل کو) دیکھے اور

دونوں کے حالات پر غور کرے اس کے نزدیک جو متقی اور پرہیز گار زیادہ ثابت ہو اس کے فتوے کو ترجیح دے اور اسی پر عمل کرے، مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ محض ایک نظر میں سرسری طور پر دیکھنے سے یہ بات نہیں معلوم ہو سکتی، اس کے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک ایک ہفتہ دونوں کے پاس بالکل خالی الذہن ہو کر رہو، نہ ان کے معتقد بنو نہ مخالف، بلکہ منصفانہ نظر سے دونوں کو دیکھتے رہو، اور سفر وحضر، خلوت وجلوت میں، ان کے حالات میں غور کرتے رہو، اس میں اگر دیر لگے تو کچھ مضائقہ نہیں، تم عنداللہ ماجور (مستحق اجروثواب) ہو گے، اتنے غور کے بعد ضرور تم پر حق واضح ہو جائے گا، طالب صادق کی تائید حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۳) اور اگر بالفرض تلاش سے بھی فیصلہ نہ ہو اور کسی فریق کی ترجیح سمجھ میں نہ آئے اور تمہارے نزدیک دونوں علم وتقویٰ میں برابر ثابت ہوں تو اس صورت میں جس طرف دل گواہی دے اس طرف ہو جاؤ، بس جو کام تمہارے کرنے کا تھا تم کر چکے اب اگر غلطی بھی رہی تو تم معذور رہو۔

اس بات کو میں پھر دوہرائے دیتا ہوں کہ اس طریق کے ہر جز میں اس کا اہتمام ضروری ہے کہ محض طلب حق اور للّٰہیت رہے، نفسانیت وغرض اور ضد نہ آنے پائے، یہ ممکن نہیں کہ اس طرح کوئی تلاش حق کرے اور اس کو حق نہ ملے حق تو بہت واضح چیز ہے وہ کسی طرح چھپ ہی نہیں سکتا۔

(وعظ الصالحون ملحقہ اصلاح اعمال ص ۱۴۷، ۱۴۸)

(۴) پہلے اس کی تحقیق کر لو کہ دونوں (طرف) علماء حقانی ہیں یا نہیں، جب تحقیق ہو جائے کہ دونوں حقانی ہیں تو اب دونوں کی اتباع میں گنجائش ہے جس کی بھی موافقت کر لی جائے گی، تعمیل حکم ہو جائے گی، اور وہ موجب رضائے خدا ہو گی، اب آپ کہیں گے کہ ہم یہ کیسے تحقیق کریں کہ کون علماء حقانی ہیں؟ اس کے لئے میں بہت مختصر طریقہ بتلاتا

ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے معاندانہ اعتراضات اور اغراض کو چھوڑ کر اور حق تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اور دین کو ضروری سمجھ کر ان علماء کے حالات میں غور کیجئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو عادتاً ممکن نہیں کہ نہ پہچان سکیں کہ یہ علماء حقانی ہیں یا نہیں۔

دیکھو علاج کی ضرورت کے وقت اور قتل کے مقدمہ کی پیروی کے وقت آپ طبیبوں اور وکیلوں کی تلاش کرتے ہیں تو آپ کو دو چار طبیب اور دو چار وکیل قابل اطمینان ضرور مل جاتے ہیں، اور وہ سب قابل اعتماد ہوتے ہیں لیکن اس وقت بھی آپ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرتے کہ ان سب قابل اعتماد لوگوں میں سے ایک کو چھانٹ کر علاج اور مقدمہ کی پیروی اس کے سپرد کر دیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ طبیب یا وکیل تو ہم نے کامل اور قابل اطمینان ڈھونڈ لیا ہے اب صحت ہونا یا پھانسی کے مقدمہ سے بری ہونا تقدیر کے اوپر منحصر ہے۔

اسی طرح دین کے لئے جتنی کوشش آپ کے امکان میں ہیں وہ کر کے علماء حقانی کو تلاش کر لیجئے، اور ان کے اختلاف کی صورت میں کسی ایک کے قول کو لے لیجئے جس کے متعلق دل زیادہ گواہی دیتا ہو، اور بلا چوں چراں اس کے قول کا اتباع کیجئے۔

(وعظ الصالحون ملحقہ اصلاح اعمال ص ۱۴۲)

(۵) اور اگر طلب میں خلوص ہے تو کھرے کھوٹے میں تمیز کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا، اس طریقہ سے کوشش کرو اور حق تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہو، صرف اپنی کوشش پر بھروسہ نہ کرو، ہدایت حق تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ عجز ونیاز ہے، دعا کا مغز یہی عجز ونیاز ہے، کوئی اپنے علم وفہم وذہانت سے ہدایت نہیں پاتا ہے، ہدایت جس کو ہوئی ہے حق تعالیٰ ہی کے فضل سے ہوئی ہے، اس واسطے کوشش کے ساتھ عجز ونیاز اور دعا کی بھی سخت ضرورت ہے، یہ طریقہ ہے حق کے حاصل کرنے کا اس سے ضرور حق مل جاتا ہے۔ (وعظ جلاء القلوب ملحقہ ذکر وفکر ص ۳۵۵)

(۶) دعا سے راحت قلب ضرور حاصل ہوتی ہے، میں اس پر حلف کرسکتا ہوں (یعنی قسم کھاسکتا ہوں)، نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: الاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبِ (کہ ذکر اور دعا سے دل کو اطمینان ضرور حاصل ہوتا ہے) علاوہ قوت قلب کے اس میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ شخص حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا، کیوں کہ جب اس سے سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا؟ یہ کہہ دے گا کہ میں نے طلب حق کے لئے بہت سعی (کوشش) کی اور اللہ تعالیٰ تو ایک ہی تھے میں نے ان سے بھی عرض کردیا تھا کہ مجھ پر حق واضح کردیا جائے، اب میں دوسرا ہادی کہاں سے لاتا، اور یہ بات میں نے علی سبیل التنزیل کہی ہے کہ اگر دعا کے بعد بھی حق واضح نہ ہوا تو قلب کو قوت تو حاصل ہوگی اور خدا کے یہاں معذور تو ہوجائے گا، ورنہ عادت اللہ یہی ہے کہ جو شخص دل سے دعا کرتا ہے حق اس پر واضح ہو ہی جاتا ہے اس کے خلاف ہوتا ہی نہیں پس دعا کو ہرگز ترک نہ کیا جائے۔

(وعظ الارتیاب والاغتیاب ملحقہ اصلاح اعمال ص ۵۱۰)

تمت

65

دعوت وتبلیغ کے موضوع پر اہم کتابیں

مرتب: محمد زید مظاہری ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۱) دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت اور اس کے مقاصد (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
اور اس کام کے ذریعہ پورا دین زندہ کرنے کا طریقہ (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
(۲) تبلیغی چھ نمبروں کی اہمیت وضرورت (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
(۳) دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
(۴) اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے لئے خصوصی ہدایات (افادات مولانا محمد الیاس)
(۵) علماء کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
مدارس اور جلسہ وچندے سے متعلق خصوصی ہدایات (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی)
(۶) جہاد کی حقیقت اور فی سبیل اللہ کی تشریح (افادات مولانا محمد الیاس کاندھلوی مع اضافہ)
(۷) دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام (افادات حکیم الامت حضرت تھانوی)
(۸) اسباب واعمال اور تدبیر وتوکل کا شرعی درجہ (افادات حکیم الامت حضرت تھانوی)
(۹) آدابِ تقریر وآدابِ تربیت (افادات حکیم الامت حضرت تھانوی)
(۱۰) احکامِ مناظرہ (دعوت وتبلیغ میں مناظرہ اور حکمت عملی (افادات حضرت تھانوی)
(۱۱) اللہ کے راستے میں نکلنے کی اہمیت (افادات مولانا صدیق احمد صاحب باندوی)
اور دعوت وتبلیغ سے متعلق ضروری اصطلاحات (افادات مولانا صدیق احمد صاحب باندوی)
(۱۲) کتبِ فضائل اور تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات (شیخ الحدیث مولانا محمد یونس)
(۱۳) تبلیغی چھ نمبر قرآن پاک کی روشنی میں (افادات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، زیر ترتیب)
(۱۴) تبلیغی جماعت اکابر علماء کی نظر میں (زیر ترتیب)

67

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے افادات پر مشتمل چند اہم رسائل

مرتب: محمد زید مظاہری ندوی استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱) دعوت وتبلیغ کی اہمیت، ضرورت، افادیت۔

(۲) دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب اور کام کرنے والوں کے لئے ضروری ہدایات

(۳) اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے لئے اہم ہدایات

(۴) چھ نمبروں کی تفصیل وتشریح اور ان کی اہمیت

(۵) دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے

(۶) ارباب مدارس کے لئے چند اہم ہدایات

(۷) حقوق علماء ومشائخ

(۸) علم وذکر سے متعلق اہم ہدایات

(۹) تزکیہ وتصوف اور مشائخ سے متعلق اہم ہدایات

(۱۰) مدارس ومکاتب اور جلسوں کے متعلق اہم ارشادات

(۱۱) امت کے رؤسا واغنیاء کے لئے اہم ہدایات

دعوت وتبلیغ کی اہمیت سے متعلق کارکنانِ تبلیغ کے لیے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی مفید باتیں اور اہم ہدایات

افادات: حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ

انتخاب وترتیب: محمد زید مظاہری ندوی، استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ

کتاب کے اہم عناوین یہ ہیں

تبلیغی کام کی اہمیت ☆ یہ کام قرن اول کا ہیرا ہے ☆ تبلیغی کام فرض ہے ☆ تبلیغی کام انسان کی روحانی غذا ہے ☆ تبلیغی کام بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے ☆ تبلیغی کام کشتی نوح کے مشابہ ہے ☆ نوافل کے مقابلہ میں اس کام کی اہمیت زیادہ ہے ☆ اس کام کی برکت سے سیکڑوں سنتیں زندہ ہوں گی ☆ تکمیل ایمان وتجدید ایمان کی تحریک ☆ باطل طاقتوں اور فتنوں کا یقینی علاج، دعوت وتبلیغ کی محنت ☆ تبلیغی کام صحیح معنی میں ہونے لگے تو ہزاروں مدرسے اور خانقاہیں قائم ہوجائیں ☆ دعوت وتبلیغ میں اہل علم کے لگنے کی ضرورت ☆ عوام کے لئے تین اور علماء کے لئے سات چلے کیوں؟ ☆ دعوت الی اللہ کا موضوع ☆ دعوت وتبلیغ کے اغراض ومقاصد ☆ ہماری تحریک کا مقصد امت میں دین وایمان کی روشنی پہنچانا ہے ☆ اس کام کا مقصد یہ بھی ہے کہ امت کے مختلف طبقات میں جوڑ پیدا ہو ☆ دین کے دوسرے کام نہیں کرسکتے تو بس تبلیغ میں لگ جاؤ ☆ اللہ کے راستے میں نکلنے کی ترغیب ☆ مولانا محمد الیاسؒ کی آرزو وتمنا کہ یہ کام صدیوں تک چلتا رہے ☆ اس کام میں اللہ تعالیٰ کی نصرت

یقینی۔

دین کی حقیقت

فرمایا..... دین کی حقیقت ہے جذبات کو اللہ کے اوامر کا پابند کرنا،

صرف دینی مسائل کے جاننے کا نام دین نہیں ہے، علماء یہود دین کی باتیں اور اپنی شریعت کے مسائل بہت جانتے تھے، لیکن اپنے جذبات کو انہوں نے اوامرِ الٰہیہ کا پابند نہیں کیا تھا، اس لئے مغضوب ومردود ہوگئے۔

اسی گفتگو کے اثناء میں کسی خاص معاملہ کے متعلق حضرت سے دعاء کی درخواست کی گئی تو فرمایا:

جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، یعنی جذبات کو اوامرِ الٰہیہ کے تابع کردے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی تمام مشکلیں پردۂ غیب سے حل کرتے ہیں، اور ایسے طریقوں سے اس کی مدد کرتے ہیں کہ خود اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

"وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ"

(ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحبؒ ص۱۲۵ ملفوظ ۱۵۰)

''دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت اور اس کا مقصد'' جناب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی (استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی تازہ کتاب ہے، کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے اور اس ضمن میں کئی اہم علمی بحثیں اور اہم مسائل بھی زیر بحث آگئے ہیں، مثلاً جہاد کی حقیقت اور اس کے اقسام، فی سبیل اللہ کی تشریح اور اس کا مصداق، اور تعلیم وتربیت کے مختلف طریقے وغیرہ اور یہ سارے امور مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے افادات سے منتخب اور ماخوذ ہیں، انشاء اللہ یہ کتاب ان عنوانات کو سمجھنے اور افراط وتفریط سے محفوظ رہنے میں معاون ثابت ہوگی۔

اس کام کی اس وقت شدید ضرورت تھی، میں جماعت کے ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اپنے تمام بھائیوں سے خصوصاً کام سے لگے ہوئے اصاغر واکابر سے درخواست کروں گا کہ انتہائی سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے اس سلسلہ کی تمام تحریروں کو بغور پڑھیں سمجھیں، اور ان کی رہنمائی میں کام کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ بہت سے فتنوں سے حفاظت ہوگی، اور کام نہج پر چلے گا، اس کے نتائج بھی بہتر برآمد ہوں گے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔

ابو القاسم نعمانی، مہتمم دار العلوم دیوبند